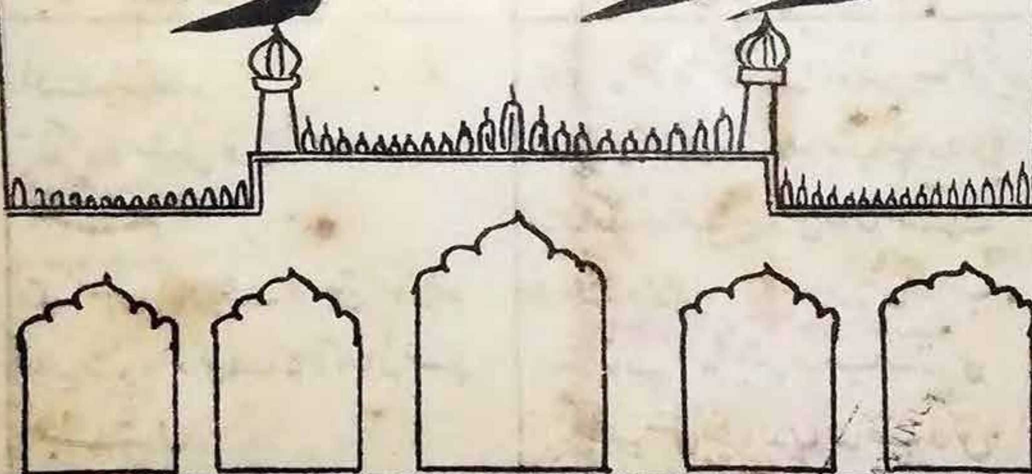
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۴۱۲

زیر سرپرستی عالیجناب اعلیٰحضرت امیر ملت کبریت احمر اعظیم البرزخ قطب الاولیاء غوث زمانہ حافظ الحاج سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علیپوری مدظلہم العالی ادام اللہ برکاتہم

انجمن خدام الصوفیہ ہند کا ماہوار رسالہ

انوار الصوفیہ



مدیر

خادم العلماء

امام الدین رائپوری

November 1940

جلد ۳۶ نمبر ۱۱

باہتمام امام الدین رائپوری ایڈیٹر پرنٹر پبلشر اشرف برقی پریس سیالکوٹ میں چھپکر دفتر رسالہ انوار الصوفیہ محلہ کبیر مسجد شہر سیالکوٹ سے شائع کیا۔

قیمت سالانہ صرف دو روپیہ

قواعد وضوابط

۱۔ اس رسالہ کے ذریعہ علم تصوف کی اشاعت کرنا

۲۔ حضرات مشائخ کی سوانحعمریاں پبلک کے پیش کرنا اور انکے اخلاق و آداب وغیرہ کی تعلیم دینا۔

۳۔ یہ رسالہ ہر انگریزی مہینہ کی بیس تاریخ کو شائع ہوتا ہے

۴۔ جن اصحاب کی خدمت میں باسید قبولیت رسالہ ہذا جاوے۔ وہ آئندہ مہینہ تک اپنی منظوری یا نامنظوری سے اطلاع دیویں۔ ورنہ خریدار متصور ہوں گے۔

۵۔ خط وکتابت میں پتہ صاف وخوشخط ہونا چاہیئے۔

۶۔ ہر قسم کی خط وکتابت وترسیل زر بنام ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ ہونی چاہیئے۔

فہرست مضامین

انوار الصوفیہ

نمبر ۱۱	بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۳۷ء	جلد ۳۶

نعت شریف

صلی اللہ علیہ وسلم

از جناب صاحبزادہ محمد ظفراللہ صاحب بی، ایس، سی خلف جناب ماسٹر رحمت علی صاحب ٹیچر
گورنمنٹ ہائی سکول باغبانپورہ لاہور

میرے مولے، میرے آقا، میرے ہادی، میرے رہبر
بچانے نار سے امت خدا کے پاس جاتے ہیں!

یہ مانا دور ہے منزل مگر ہے یہ خبر اُن کو!
اٹھاتے جو ہیں رنج و غم وہی انعام پاتے ہیں

وہ اک پل میں عرش پہ جا خدا سے مل کے آتے ہیں
وہ جو کچھ بھی ہے ناممکن سبھی کر کے دکھاتے ہیں

جو اُن کو یاد کرتا ہے، وہ اس سے پیار کرتے ہیں
بھلاتے وہ نہیں اُن کو جو اِن سے لو لگاتے ہیں

سوالی جو بھی آتا ہے، وہ جھٹ مقصود پاتا ہے
نہیں، ہیں پھرتے خالی، جو اِن کے در پہ آتے ہیں

ظفر! اب سوچتا کیا ہے انہیں تو کیوں نہیں کہتا
ابھی وہ سب گناہ تیرے خدا سے بخشواتے ہیں

تذکرہ کشتیٔ نوح

بسلسلۂ رسالہ انوار الصوفیہ ماہ مئی سنہ ۱۹۴۰ء

(از عالیجناب حضرت مولانا السید محمد محمود شاہ صاحب جماعتی ہزاروی)

ناظرینِ کرام! السّلام عَلیکم !!

آقائے عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بزرگ ترین یادگار کشتیٔ نجات کے ساتھ محبّت کا ضروری ہونا دنیائے اسلام میں سلف سے خلف تک ایک امر مسلّم ہے،

دُنیا میں محبت کئی قسم کی ہے۔ اپنی والدہ ماجدہ سے اور والد سے اور اولاد سے اور بہن بھائیوں سے اور ان کے اصول و فروع سے یعنی افراد ددھیال و ننہال اور اخوان اور اخوات کی اولاد اور اپنے فروع یعنے بیٹی بیٹے کی اولاد وغیرہ

پس یہ امر پوشیدہ نہیں کہ ماں باپ وغیرہ اصولی بزرگوں سے اور قسم کی محبّت ہے، اور اولاد اور اولاد کی اولاد کے عزیز افراد سے اور قسم کی محبت ہے، اور دیگر دوست و احباب سے اور قسم کی محبت ہے اور دیگر مال و دولت کے انواع سے مختلف اقسام کی محبت ہے، اور خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ان جملہ انواع محبت سے اعلیٰ تر اور اپنی نوعیت کی ہے، اور ظاہر ہے کہ کسی محبّ کو اپنے محبوب کی محبّت بغیر محبوب کی پہچان کے ہو نہیں سکتی۔

تو محبت کے اقسام میں محبت خدا و رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب پہ افضل ہونا ثابت ہو چکا، پس خداوند تعالےٰ کی معرفت بغیر اتباع و وسیلۂ نبی خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ناممکن ہے، اور اتباع بغیر محبت بھی غیر معتبر ہے، خلاصہ یہ کہ بغیر سیّد عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے محبت الٰہی کے حرم سرا تک پہنچنا محال ہے، ولنعم ما قال مصلح الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ؎

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفٰے

پس سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت ہی ذات باری جل جلالہ کی محبت و اطاعت ہے اور اس پہ دلیل روشن خود فرمان الٰہی جل مجدہٗ ومن یطع الرّسول فقد اطاع اللہ اور قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیہ ہے۔ اس کی تفسیر میں خود محبوب اکرم صلے اللہ علیہ

انوارالصوفیہ رسالہ

حافظ پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری نے 1901ء میں شروع کروایا تھا

اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسالے موجود ہے

جنوری 1925	ستمبر 1937	جنوری 1940
نومبر 1940	اگست 1941	نومبر دسمبر 1952
اکتوبر 1963	جنوری 1964	اپریل 1978
مئی 1978	اگست 1978	مئی 1979
جون جولائی 1979	نومبر دسمبر 1979	جنوری 1980
مارچ 1980	جون جولائی 1980	اکتوبر نومبر 1980
مئی جون 1981	جولائی 1981	ستمبر 1981



انوارالصوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر

درگاہ قلندر علی پور فقیراں سے

ایڈوکیٹ نقشبندی مجددی

علامہ عالیجاہ حسن پیرزادہ

اور درگاہ کے جملہ اراکین کا مشکور ہوں

خدام اولیاء غلام شیخ معزالدین بختیار حسین جاعتی

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ویب سائٹس، بلاگز، ویڈیو اور تصاویر کے لنکس

http://ameeremillat.org/ ویب سائٹس

http://ameer-e-millat.com/ ویب سائٹس

http://ameeremillat.com/ ویب سائٹس

http://www.haqwalisarkar.com/ ویب سائٹس

http://www.charaghia.com/ ویب سائٹس

http://www.scribd.com/bakhtiar2k کتابیں

http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/ تصاویر

http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/ تصاویر

http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/ فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ

http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html بلاگز

http://www.jamaatali.blogspot.com/ بلاگز

http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html بلاگز

http://www.jamaatali.blogspot.com/ بلاگز

http://vimeo.com/user13885879/videos ویڈیو

Youtbe: bakhtiar2k ویڈیو

www.marfat.com اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں

www.maktabah.org اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں

www.fezanenaat.com نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں

والہ وسلم کا ارشاد ہے لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و
الناس اجمعین

غرض دنیا وما فیہا کے جمیع افراد و کل اشیاء و جملہ علائق سے بڑھ کر جب تک محبوب کردگار صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت بندہ کو حاصل نہ ہو جائے تب تک اس کا ایمان کسی شمار اور اعتبار کا نہیں ولا شبہۃ فیہ ۔ کسی نے کیا اچھا فرمایا ہے ؎

عشق محبوب خدا اسے دل جب حاصل نہیں ۔ لاکھ مومن ہو مگر ایمان میں کامل نہیں

حضرت شیخ و مخدوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں، کہ میں اللہ جل مجدہ کی عبادت اسی لئے کرتا ہوں کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب ہے ۔ سبحان اللہ وبحمدہ

فوائد: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصول کو اپنے اصول سے اور آپ کے فروع کو اپنے فروع سے اَحَب و اکرم جانے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے دوستوں اور احباب سے فخر عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوستوں و احباب کو مقدم جانے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے دشمنوں سے رحمۃ للعالمین کے دشمنوں کو زیادہ برا جانے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی نسب ونسل سے سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی نسب وقوم کا بدرجہا زیادہ اکرام و عظمت کرے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی تمام محبوب چیزوں سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبوب اور پسندیدہ چیزوں کو محبوب بنا وے، ولنعم ما قال الحفیظ اصلحہ اللہ فیہ

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونیکی ۔ خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
محمد کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے ۔ یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا ۔ پدر مادر برادر مال وجاں اولاد سے پیارا
یہی جذبہ تھا ان مردان غیر تمند پر طاری ۔ دکھائی جن کے ہاتھوں حق نے باطل کو نگونساری

قاعدہ کی بات ہے کہ اپنے محبوب کی محبوب چیز بھی محبوب ہوتی ہے، اسلئے رب عزت وجلال نے اپنے محبوب اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں کو علی الاطلاق والاعلان فرمادیا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ یقیناً اللہ جل مجدہ نے فیصلہ فرمادیا کہ تم سے اسے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے گھروالو ہر قسم کی ظاہری باطنی ناپاکی کو دور فرمادے حتی کہ پھر کسی قسم کی غلاظت اور میل کا احتمال تک نہ رہے۔ اور جب اپنے محبوب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم

کی اہل بیت اطہر کو خداوند قدوس نے تطہیر کا خلعت فاخرہ پہنا چکے تو محبوب پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افراد امت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے آپ کے سب قرابت داروں کی مودت ومحبت کا تقاضا فرماتے ہیں۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ومن یقترف حسنۃ نزدلہ فیہ حسنا

حضرت علامہ شیخ احمد صادی مفسر مالکی فرماتے ہیں اس آیہ کریمہ کے ذیل میں والمراد بقرابتہ قیل فاطمۃ وعلی وابنا ھما وقیل ھم آل علی وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس رضی اللہ عنھم۔ وقال ابو عامر ابن عبد اللہ شبراوی شافعی ومی عام لمن حصلت لہ قرابتہ صلے اللہ علیہ وسلم حکما او حقیقۃ الی یوم القیامۃ۔ یعنے قرابت سے مراد بنا بر روایت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی آل سے عموماً اور حضور تا سیدنا مولی المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ام المومنین سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد علی جدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ اور شیخ ابو عامر شبراوی فرماتے ہیں کہ حکم قرابت عامہ کو عموماً اور خاصہ کو خصوصاً قیامت تک شامل ہے۔

حضرت شیخ احمد صاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں فمحبۃ اھل البیت فیہا السعادۃ والسیادۃ دنیا واخری والمرء یحشر مع من احب کہ فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت اطہر کی محبت بطریق مطلوب شرعی (نہ بطریق اہل ہوا) میں سعادت اور شرافت دنیا اور آخرت کی ہے اور ہر محب اپنے محبوب کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ اور حسنۃ کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تفسیر مودت آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمائی۔

پس آقائے عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ان ہر دو یادگاروں سے تمسک لازم ہے۔ قرآن کریم اور اہلبیت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ واھل بیتی۔ اذکرکم اللہ فی اھل بیتی ثلثا لن تضلوا ما تمسکتم بھما۔ پس قرآن کریم سے تمسک تو یہ ہے کہ اس کی تعظیم اور تلاوت اور اطاعت کو لازم کریں۔ اور اہل بیت نبوی سے تمسک کے یہ معنی ہیں کہ ان کی کسی طرح بھی بے ادبی اور اہانت واذیت کو بوجہ سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روا نہ جانیں۔ اور ان کی تعظیم وتوقیر کو سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی توقیر وتعظیم یقین کریں۔ اس پہ اگر کوئی انہیں بیجا متہم کرے تو پرواہ نہ کریں ولنعم ما قال فی ھذا المعنی شیخ محمد المجید رحمۃ اللہ علیہ ؎

الا یا محب المصطفیٰ زد صبابۃ　　وضمخ لسان الذکر منک بطیبہ

فلا تعبان بالمبطلین فانما　　علامۃ حب اللہ حب حبیبہ

یعنے اے محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تو آپ کے عشق میں مضبوط ہوجا اور ترقی کر اور اپنی زبان کو ان کے ذکر کی خوشبو سے معطر کئے جا۔ اور اہل باطل منکروں کی طرف توجہ کی تکلیف نہ اٹھا۔ کیونکہ خدا کی محبت کی علامت محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی ہے،

چنانچہ امام الائمہ عاشق محبوب خدا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اہل بیت اطہر کی محبت میں رفض کا اتہام کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں اہل بیت کی محبت جو کرتا ہوں تو یہ سبب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور عین آپ کی محبت ہے۔ اور اسی کا نام دین ہے۔ اور رفض تو بے دینی کو کہتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ اور کوئی متعصب اور منبغض سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی بدباطنی وبغض کی وجہ سے مجھے صرف اہل بیت کی محبت کی بنا پر رافضی ٹھیرائے تو سن لے سے

ان کان رفضا حب آل محمد　　فلیشہد الثقلان انی رافضی

اور ایک دوسرے مقام پر اہل بیت اطہر کو بکمال محبت عرض کرتے ہیں سے

یا اھل بیت رسول اللہ حبکم　　فرض من اللہ فی القرآن انزلہ

کفاکم من عظیم القدر انکم　　من لم یصل علیکم لا صلوٰۃ لہ

ہمارے شیخ ومرشد امیر الملت، مجدد الوقت قیوم عصر فخر نقشبند قبلہ عالم سرکار علی پوری مدظلہ العالی حامل کتاب وسنت ماحی شرک وبدعت صاحب اسرار معرفت یادگار اہل بیت رسالت کا فرمان ذیشان ہے جو یہ سر منبر فرمایا کرتے ہیں:۔

"غوث وقطب اپنے مراتب ودرجات پر فیض المرام نہیں ہو سکتے جب تک وہ خدا کے سرکرم نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل مطہر کی تعظیم وتوقیر اپنی خلوص والی شب وروز کی نمازوں میں اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وبارک وسلم کہہ کر نہیں کر لیتے"۔

دعا ہے کہ باری تعالیٰ ہم کو اپنی اور اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اطہر کی اور اصحاب کرام کی اور اپنے مشائخ کی سچی محبت واطاعت سے مالا مال کر دے۔ آمین ثم آمین۔

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل
سیدنا محمد وبارک وسلم

نظم

در شانِ خیر مقدم حضرت امیرِ ملت عالم علیپوری مدظلہ العالی

(گذرانیدہ جناب خانصاحب حیدر علی خاں صاحب عشرت سینئر اسسٹنٹ کمشنر ریاست بیو)

باغ عالم میں مسرت کی گھٹا چھائی ہے! ظلمتِ شام گئی صبح بہار آئی ہے
منتظر دید کا جس کے دلِ شیدائی ہے اُس کے آنیکی خبر بادِ صبا لائی ہے

پڑ گئے ہجر میں جینے کے ہیں لالے آجا
چشمِ مشتاق کو قدموں سے لگا لے آجا

شجرِ الفتِ حق کا ہمیں میٹھا بر دے اٹھ چلوں راہ خدا میں مجھے ایسے پر دے
اپنے دیدار سے مسرور تو شاہا کر دے تیرے قدموں پہ جھکے اب ہمیں ایسا سر دے

پڑ گئے ہجر میں جینے کے ہیں لالے آجا
چشمِ مشتاق کو قدموں سے لگا لے آجا

یک نظر سے تیری دل خرم و روشن ہو جائے گل امید سے پُر میرا بھی دامن ہو جائے
فیضِ مقدوم تیرا ایس ملجا و مامن ہو جائے الفتِ شاہ کا دل میں میرے مسکن ہو جائے

پڑ گئے ہجر میں جینے کے ہیں لالے آجا
چشمِ مشتاق کو قدموں سے لگا لے آجا

کعبۂ جان ہے تو، قبلۂ ایمان ہے تو ماہ کنعان ہے تو عاشقِ سبحان ہے تو
سرِّ رحمٰن ہے تو، حافظِ قرآن ہے تو جانِ احسان ہے تو خازنِ عرفان ہے تو

پڑ گئے ہجر میں جینے کے ہیں لالے آجا
چشمِ مشتاق کو قدموں سے لگا لے آجا

زنگ سے آئینۂ دل کو صفا دے آجا نقشِ رنج اور کدورت کو مٹا دے آجا
اپنے بیمار کو اب جامِ شفا دے آجا مرتا ہے ہجر میں اب اسکو جلا دے آجا

پڑ گئے ہجر میں جینے کے ہیں لالے آجا
چشم مشتاق کو قدموں سے لگا لے آجا

دامِ تزویر سے اعدا کے رہائی کردے — میری قسمت کی برائی کو بھلائی کردے
درِ مقصود پہ اب میری رسائی کردے — دل مکدر ہے میرا اسکی صفائی کردے

پڑ گئے ہجر میں جینے کے ہیں لالے آجا
چشم مشتاق کو قدموں سے لگا لے آجا

تیری فرقت میں پریشان ہے بیمار آجا — کوئی اسکا نہیں جز تیرے مددگار آجا
اسکو کافی ہے تیرا جلوۂ دیدار آجا — اب بچالے تیرے عشرت کو اے سرکار آجا

پڑ گئے ہجر میں جینے کے ہیں لالے آجا
چشم مشتاق کو قدموں سے لگا لے آجا

نعت شریف

جسے دیکھو وہ ہے دیوانہ تیرا — عجب انداز ہے ترکانہ تیرا
رہے تا حشر یہ میخانہ تیرا — دعا گو ہے ہر اک مستانہ تیرا
ہے ساغر یہ دلِ صد پارہ میرا — نگاہِ ناز ہے پیمانہ تیرا
تصور تیرا، تیری یاد دل میں — یہ کعبہ ہے کہ ہے بتخانہ تیرا
مجھے آبادئ دل سے غرض کیا — جو ویراں ہے تو ہے ویرانہ تیرا
ہے روشن تجھ سے میری شمع ہستی — ہر اک مرغِ نفس پروانہ تیرا
بڑھا کچھ اور میں وحشت کی حد سے — جب آیا ہوش میں دیوانہ تیرا
حدیثِ طور کیا بھولیگا کوئی! — کہ ہے مشہور یہ افسانہ تیرا
یہ دل ظرفِ تجلی سے کب سوا تھا — مگر ہو کر رہا کاشانہ تیرا
بچی فردِ گناہ رحمت کے ہاتھوں — عطیہ ہے یہ اک شاہانہ تیرا

درِ جاناں پہ فائقؔ جا ہی پہنچا
بھلا ہو ہمتِ مردانہ تیرا

ایک مخلص یارِ طریقت کا سبق آموز خط!

(فرستادہ چوہدری حسین بخش صاحب)

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے

بندہ رمضان المبارک کی ۲۸ تاریخ کو صبح علی پور شریف عالیجناب اعلیٰ حضرت امیر الملت قبلہ عالم مد ظلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قدمبوسی سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سرور حاصل ہوا۔ ایک بجے کے قریب اجازت طلب کی تو حضور پاک نے فرمایا کہ آمدی و رکے پیر شدی۔ بندہ نے اپنی قلیل رخصت کا ذکر کیا اور عرض کیا کہ حضور بندہ نے کسی کام کیواسطے آجتک زبانی عرض نہیں کیا۔ جو کچھ دینی یا دنیوی سوال کرنا ہوتا ہے وہ دل میں ہی ہوتا ہے۔ جب علی پور شریف سے ہو کر گھر جاتا ہوں تو خداوند کریم اپنے فضل سے سب مقصد پورے کر دیتے ہیں۔ بلکہ بن مانگے وہ انعام بھی حضور پاک کی نظر کرم سے ملتے ہیں جن کا خیال بھی نہیں ہوتا ہے۔ صرف دربار شریف کی حاضری ضروری ہے۔ حضرت کی زیارت مشکل کشا ہے مگر آج اپنے لڑکے کی التجا کرنے پر درخواست گذار ہوں کہ وہ عرصہ سے بیمار ہے۔ حضور دعا فرمادیں تو حضور نے بڑی مہربانی سے اپنے پاک ہاتھ کو اٹھا کر دعا فرمائی۔ اسوقت ایک سید صاحب ضلع حصار کے رہنے والے اجازت لے رہے تھے حضور ان کیلئے کے خورد و نوش اور تبرکات تیار کرا رہے تھے، جیسا کہ حضرت کی عادت پاک ہے۔ یاران طریقت کو معلوم ہے کہ حضرت اپنے غلاموں کو کس نوازش سے وداع فرماتے ہیں۔ انکو رخصت ملی۔ مجھے حکم ہوا کہ ان شاہ صاحب کے ہمراہ گاڑی تک جانا جب علی پور شریف سے روانہ ہوئے تو شاہ صاحب کے پاس تبرکات کا سامان بہت تھا۔ میں نے عرض کیا کہ شاہ صاحب یہ سامان میرے سر پر رکھدیں کیونکہ حضور نے میرے کو حکم دیا تھا کہ ہمراہ جانا۔ دراصل حضرت اس طرح ہمیں اشاروں سے سبق دیا کرتے ہیں۔ لہذا سامان اٹھانا میرا فرض ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے پیر بھائی کو تکلیف دینی پسند نہیں کرتا۔ آخر میری التجا پر انہوں نے تسلیم کیا۔ جب سٹیشن پر پہنچے گاڑی پر سوار ہوئے تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ تمہارا اعتقاد ٹھیک ہے۔ میں خوش ہو کر تمکو ایک راز بتاتا ہوں جس کا تمہیں علم نہیں۔ فرمایا چار چیزیں ہم اپنے گھروں میں ضروری بہا سمجھتے ہیں۔ کسی نہ کسی وقت کام آتی ہیں۔ شہد، سرکہ، آب زمزم اور علی پور شریف کی حویلی والی کھوہی (چاہ) کا پانی۔ سول سرجن جس مریض کو لا علاج کر کے چھوڑ دیں بیسیوں دفعہ آزمایا ہے۔ علی پور شریف کا پانی پلایا، تو شفایاب ہو گئے اور یہ پانی دس دس برس تک خراب نہیں ہوتا۔ جناب آپ نے میری بھی آنکھ کھلی۔ میں نے کہا شاہ صاحب خدا آپکا بھلا کرے۔ عالیجناب اعلیحضرت امیر الملت قبلہ عالم مد ظلہ نے جو آپکے ہمراہ جانیکا حکم دیا تھا حقیقتاً اس میں یہی راز تھا۔ آپکی معرفت میری راہنمائی فرمائی ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔ بندہ اس راز سے یاران طریقت کو جو میری طرح بیخبر ہیں آگاہ کرنا چاہتا ہے۔ جیہڑے یار دا دل آون اوہ مراداں پاون۔ مگر اعتقاد شرط ہے۔ فیض کا دریا علی پور شریف میں جاری ہے۔ حضرت کی درازیٔ عمر کیلئے دعا فرمادیں۔ اور جنت کا باغ تا قیامت با برکت و آباد رہے۔ آمین ثم آمین۔

تعلیمیافتہ نوجوانوں کی اصلاح کا آسان نسخہ

از جناب ماسٹر احمد بخش صاحب سندھی بی۔ اے دیکانیر حال طالب العلم ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی علیگڑھ

آجکل کے تعلیم یافتہ مسلم نوجوان مغربی طرز تعلیم کے زیر اثر آزاد خیال ہوتے ہیں۔ انگریزی لباس اور انگریزی طرز زندگی انہیں بہت مرغوب ہے۔ عموماً نماز اور روزہ کی طرف رغبت بہت کم ہوتی ہے۔ حتی کہ بعض صاحبان تو مذہب کو غیر ضروری خیال فرماتے ہیں۔ اور اسے جھگڑہ کی جڑ تصور کرتے ہیں۔ (توبہ نعوذ باللہ) غرضیکہ نام کے مسلمان ہیں۔ مگر عملاً کچھ اور ہی نظر آتے ہیں۔ علیگڑھ کالج میں بھی بہت سے نوجوان نماز اور روزہ کی پابندی محض ادارہ کی بندشوں سے مقید ہونے کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ ہر مسلمان لڑکا یہ جانتا ہے۔ کہ فرض کا ادا کرنا نہایت ضروری ہے پھر بھی بے توجہی! یہ کیوں؟

بہت سے لوگ مغربی تعلیم کو اس حالت کا ذمہ وار ٹھہراوینگے۔ اسمیں شک نہیں۔ کہ یہ بات کسی حد تک درست ہے۔ مگر کلیہ طور پر نہیں۔ اصل میں ان نوجوانوں کے دلوں میں یقین کامل (CONVICTION) پیدا نہیں ہوا۔ کسی بات کا جاننا اور اس بات کا دل میں یقین ہونا دو بالکل مختلف باتیں ہیں۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں جنکو ہم جانتے ہیں۔ مگر ہمارا دل ان پر یقین نہیں کرتا۔ جب کسی بات یا اصول سے ہمارے دل میں یقین پیدا ہو جاتا ہے۔ تو اس بات یا اصول پر عمل کرنا ایک لازمی اور قدرتی امر ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی مولوی صاحب (یعنے وہ شخص جنکو مذہب سے پوری پوری واقفیت ہو) مذہبی اصولوں پر عمل نہیں کرتے۔ تو اسکی وجہ اسکے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کہ ان مولوی صاحب کو ان اصولوں پر سچا یقین نہیں۔ وہ مولوی صاحب عالم بے عمل رہ جاتے ہیں۔

آجکل کے نوجوانوں میں یہی اہم کمی ہے۔ کہ انکے دلوں کو یہ یقین نصیب نہیں ہوا۔ کہ نماز اور روزہ فرض ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یقین کامل کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ کون پیدا کر سکتا ہے؟ اگر ذرا غور کیا جائے۔ تو جواب یہی نکلے گا۔ کہ "ایک کامل استاد" آپ شاید اس پر یہ سوال کرینگے۔ کہ قرآن شریف۔ حدیث شریف و دیگر مذہبی کتابیں پڑھنے سے یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی؟ بات دراصل یہ ہے۔ کہ بہت کم لوگ ایسے ہیں۔ جو صرف پڑھنے سے یقین حاصل کر لیتے ہیں۔ مگر عام لوگوں میں یہ بات نہیں۔ ایک طالب علم بغیر استاد کے محض کتابوں کی مدد

سے پاس نہیں ہوسکتا پرائیویٹ طالب علم کو بھی استاد کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ خاص طور پر اسوقت جبکہ کوئی مشکل آن پڑی ہو۔ اگر کوئی طالب علم بغیر استاد کی مدد کے پاس ہو جائے۔ تو اول تو اسے شاندار کامیابی نصیب نہیں ہوتی پھر بھی اسے مستثنیات میں سے سمجھ لیجیئے۔ ورنہ عموماً ہر طالب علم کیلئے استاد کی ضرورت ایک لاینفک شے ہے۔ اسی لئے مدرسوں اور کالجوں میں حتی الامکان اعلیٰ اور مستند استاد رکھے جاتے ہیں۔ استاد اپنی قابلیت کیوجہ سے لڑکوں کے دل میں یہ یقین بڑی آسانی سے پیدا کر دیتے ہیں۔ کہ جو کچھ کتابوں میں لکھا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ اور وہ وہی کہتے ہیں۔ جو صحیح ہے جب لڑکوں کے دل میں یہ یقین جاگزیں ہو جاتا ہے۔ کہ انکا استاد بہترین اور مستند ہے۔ تو وہ اپنے استاد کی باتوں پر عمل کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہانتک کہ وہ اپنے معلم کی ہر بات کی نقل شروع کر دیتے ہیں۔ غرضیکہ استاد اپنے شاگردوں کی زندگی بنانے میں بہت نمایاں حصہ لیتے ہیں۔ اسی طرح جب ایک سائنس ماسٹر اپنے لڑکوں کے سامنے لیبوریٹری میں سارے تجربات خود کرتا ہے۔ پھر کہیں جاکر سائنس کے اصول لڑکوں کے اچھیطرح ذہن نشین ہوتے ہیں۔ حالانکہ لڑکوں کی کتابوں میں کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے۔ ماسٹر کے تجربہ ختم کرنے کے بعد پھر لڑکے وہی تجربات خود کر لیتے ہیں۔ اور جہاں کوئی لڑکا غلطی کرتا ہے۔ تو ماسٹر صاحب اس کی مدد کرتے ہیں۔

جب دنیاوی تعلیم کیلئے ایک استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو دینی اور روحانی تعلیم کیلئے کیا استاد کی بدیہہ اتم ضرورت نہیں؟ جب ایک دنیاوی استاد اپنے شاگردوں پر اسقدر اثر رکھتا ہے۔ تو روحانی استاد کا کیا کہنا۔ بشرطیکہ کامل ہوں۔ دل میں یقین کامل ایک متبرک ہستی ایک مرشد ہی پیدا کر سکتے ہیں۔ پڑھنے اور جاننے کیلئے بہت سی مذہبی کتابیں موجود ہیں۔ مگر یہ یقین پیدا کرنا کہ ان مقدس کتابوں کے احکام کی پیروی لازمی ہے۔ ایک مرشد کامل کا ہی کام ہے۔ مذہبی کتابیں پڑھکر معلومات میں اضافہ کرنا بہت اچھی بات ہے۔ یاد رہے۔ یہ میدان ایسا ہے جسمیں بڑے بڑے دماغ والے بھٹک گئے ہیں۔ یہ ایک ایسا پر خطر اور پرخار راستہ ہے۔ کہ جگہ جگہ پر لغزش کھا جانیکا اندیشہ رہتا ہے۔ محض مذہبی کتابوں پر ہی رہنے سے ہماری پوزیشن محفوظ نہیں رہتی۔ لہذا صحیح معنے اور سیدھی راہ کیلئے مرشد کا وجود لازمی ہو جاتا ہے۔

ہمارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے۔ آپکے بعد دنیا میں کوئی نبی تشریف نہ لائیں اسلئے مسلمانوں کو راہ راست پر رکھنے کیلئے مقدس اور متبرک ہستیوں کا سلسلہ قیامت جاری رہنا ضروری اور قدرتی ہو جاتا ہے۔ حضور کی ظاہری تشریف آوری کے بعد اس دنیا کے روحانی

اور تعلق عبد و معبود کا صحیح استوار قائم رکھنے کیلئے ہر دور ہر زمان۔ ہر وقت میں ایک قیوم وقت مجدد عصر خداوند تعالیٰ کیطرف سے مقرر ہوتا ہے"۔ یہ قیوم وقت۔ یہ استاد کامل یہ مرشد پاک یہ پیر۔ مدینے کے اسی منبع فیض کی نہریں ہیں۔ جو پیاسی روحوں کی پیاس بجھاتی ہیں اور اطمینان قلب کی موجب ہوتی ہیں۔

یہی ہیں وہ متبرک ہستیاں جو ہماری اصلاح کیلئے ہماری باطنی بیماریوں کو اچھا کرنے کیلئے وقتاً فوقتاً مقرر ہوتی رہتی ہیں۔ اور یہی ہیں۔ وہ استاد کامل جو ہمارے دلوں میں یقین کامل پیدا کر سکتے ہیں پہلے اسکے کہ مرشد آپکے دل میں یقین پیدا کر سکیں۔ آپکے دل میں سچی خواہش۔ قبولیت کی صلاحیت کا ہونا ضروری ہے۔ جبتک آپکے دل میں اصلاح کی سچی خواہش نہ ہوگی۔ تب تک کوئی نصیحت کارگر نہیں ہو سکتی۔ ابوجہل حضور کے معجزوں کا مشاہدہ کرنے پر بھی ایمان نہ لایا۔ اسکی وجہ یہی تھی۔ کہ اسکا دل سیاہ تھا۔ اور اسکے دل میں ایمان لانے کی خواہش بالکل نہ تھی۔

اگر آپ اپنی قابل رحم حالت کو بدلنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ صحیح معنوں میں مسلمان بننا چاہتے ہیں۔ تو پہلے اصلاح کی خواہش پیدا کیجئے۔ پھر کسی کامل ہستی کا دامن مضبوطی کیساتھ پکڑ لیجئے۔ انکی بارگاہ میں سر نیاز جھکا کر اپنے پچھلے گناہوں کی توبہ کیجئے۔ مجھے یقین ہے اور یہ میرا ایمان ہے۔ کہ توبہ کرنے کے بعد آپ ایسا محسوس کرنے لگینگے۔ کہ واقعی گناہ بخشدیئے گئے ہیں۔ اور دل کا بوجھ ہلکا ہو کر ایک گونا اطمینان ہو گیا ہے۔ پھر ایک ہلکا سا سبق دیا جائیگا۔ جس پر عمل کرنے سے آپ ہمیشہ راہ راست پر رہینگے اور دین اور دنیا دونوں درست ہو جائینگے۔ جونہی آپ کسی کامل ہستی کا نورانی چہرہ دیکھیں گے۔ تو فوراً آپکا دل انکی طرف اسطرح راغب ہوگا جسطرح مقناطیس کیطرف لوہے کے ٹکڑے بشرطیکہ تمہارے دل میں کھینچے جانیکی صلاحیت یعنی سچی خواہش موجود ہو۔ دل میں خواہش پیدا ہونا دلیل ہے اس بات کی کہ آپ میں اصلاح کی صلاحیت موجود ہے۔ وہ بزرگ ہستی اپنے طرز گفتگو۔ طرز عمل۔ طرز زندگی اور نورانی چہرہ سے آپ پر وہ اثر ڈالیگی۔ کہ اللہ اللہ جب تک آپکے دل میں یقین کامل پیدا نہ ہو جائے۔ مرشد کے پاس رہئے جب یہ حاصل ہو جائے۔ تو پھر دیکھئے۔ کہ آپ خود بخود نیکی کی راہ پہ لگتے ہیں یا نہیں۔ آپکی کایا پلٹتی ہے یا نہیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ آپ کا نقشہ ہی بدل جائیگا۔ جس شخص نے اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر "یقین کامل" حاصل نہ کیا۔ تو کچھ بھی حاصل نہ کیا دل کی صفائی کیلئے پیر کی خدمت میں وقتاً فوقتاً حاضر ہونا نہایت ضروری اور مفید ہے۔ اس سے آپ کے دل کی درستی ہوتی رہیگی۔ اگر کبھی خاص نظر عنایت ہو جائے۔ تو کیا کہنا ہے۔ پھر تو بیڑا پار ہو

خوش نصیب ہیں۔ وہ لوگ جو ہر وقت پیر کی صحبت سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ جو عقیدتمند صاحبان دور رہتے ہیں۔ انکی بھی مدد اور اصلاح روحانی طور پر ہوتی رہتی ہے۔ مرشد اپنے سارے مریدوں کی خبر رکھتے ہیں۔ انکے دلوں کے حالات جانتے ہیں۔ اور ان کو روحانی فیض پہنچاتے رہتے ہیں۔ مثلاً کبھی کسی مرید کا دل ڈانوا ڈول ہوتا ہے۔ تو فوراً پیر کی شکل مبارک آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ اور دل کی برائی دور کرکے راہِ راست پر لگا دیتی ہے۔ پیر اپنے مریدوں کے دین اور دنیا دونوں کے محافظ ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ

یہ ہیں پیر کی ذمہ واریاں اور اہم فرائض۔ جن پیروں میں یہ باتیں نہ ہوں۔ وہ پیر ہی نہیں۔ بہت سے خدا کے بندے ایسے ہیں۔ جو پیر بن بیٹھے ہیں۔ پیر بننے سے نہیں ہوتا۔ بلکہ خداوند تعالیٰ مقرر کرتا ہے۔ یہ اسی کی دین ہے۔ میرے کئی دوستوں نے کہا "بھئی پیر ہیں کہاں۔ ہم نے تو محض پیر نابالغ ہی دیکھے۔ ہم تو پیر کو نہیں مانتے" انکا یہ کہنا کسی حد تک درست ہے۔ ان مصنوعی پیروں سے سابقہ پڑنے سے یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ یاد رہے مرشد کامل کا دنیا میں ہونا اسقدر ضروری ہے جسقدر انسان کیلئے ہوا۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ ان سے شرف حاصل نہ ہوا ہو۔ اگر یہ مصنوعی نام نہاد پیر اپنی پیری سے توبہ کرلیں۔ تو انکا یہ ترک فعل قوم کی بڑی خدمت ہوگی۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے نوجوانوں کو اسقدر منحرف کردیا ہے۔ کہ وہ نقل اور اصل تک میں تمیز نہیں کرنے پاتے۔ اور بعض وقت تو مرشد کامل کی بھی بے ادبی کر بیٹھتے ہیں۔

میرے دوستو! ہم لوگوں کیلئے پیر کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اور یقین جانو کہ آپکی یہ حالت مرشد کامل کا سایہ سر پہ نہ ہونے کی وجہ سے ہوگئی ہے۔ اگر آپ اصلاح کی خواہش رکھتے ہیں۔ اگر آپکو سچے مرشد کی تلاش ہے۔ تو علیپور شریف تشریف لے جائیں۔ اور پھر قدرت کا تماشا دیکھیں۔ اعلیحضرت امیرملت کی روزمرہ کی زندگی کا مشاہدہ کریں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ آپکی کایا پلٹ جائیگی۔ آپکی روح پھڑک اٹھیگی۔ اول تو چہرہ منور دیکھتے ہی دل کے جملہ شکوک ایک طلسم کیطرح ہوا ہو جائینگے۔ سب سے بڑی بات جو آپ دیکھکر دنگ رہ جائیں گے۔ یہ ہے کہ آپکی زندگی تاجدار مدینہ کی زندگی کا ہو بہو نمونہ ہے۔ آپ سید ہیں۔ حاجی ہیں۔ حافظ ہیں دینیات کے پورے عالم مجدد وقت ہیں۔ عقیدت اور محبتِ رسول کا یہ حال ہے۔ کہ بارہا حج کر چکے ہیں۔ اور آئندہ بھی تمنا ہے۔ آپکے مرید ہندوستان کے کونے کونے میں ہی نہیں۔ بلکہ عرب اور افغانستان جیسے دور دراز کے ممالک میں بھی موجود ہیں۔

مریدوں میں وہ محبت اور اخلاص ہے۔ کہ شاید و باید۔ سارے مرید نماز اور روزے کے پابند۔ عقیدہ کے پکے۔ اور اعلیحضرت کی زرّیں نصیحتوں پر پوری طرح کاربند ہیں۔ یہ کیوں؟ یہ اسلئے کہ یہ سارے اسی شمع علیپوری کے پروانے ہیں۔ اسی مرشد کامل کے مرید ہیں۔ اسی لاثانی آقا کے غلام ہیں۔ اور اسی مے خانہ کے جرعہ کش ہیں۔ ایسے ہوتے ہیں۔ استادِ کامل۔ مرشدِ پاک اور نائب رسول جنکا فیض ہر خاص و عام کیلئے کھلا ہے۔ جس کا جی چاہے دل کھول کر لوٹے۔ میرے دوستو! اگر صحیح معنوں میں مسلمان بننا چاہتے ہو۔ تو تھام لو دامن اسی مرشد کامل کا۔ پھر یہ آپ سنبھال لینگے۔ خدا سلامت رکھے۔ ہمارے آقا کو۔ آمین

غزل

از عالیجناب منشی نظیر الدین صاحب فائق اکبر آبادی

دلِ پرُ غم تیرے انعام کا حامل نہیں ہوتا
بڑا کمبخت ہے اس کو سکوں حاصل نہیں ہوتا

وہ قاتل ہے کوئی اس شان کا قاتل نہیں ہوتا
وہ بسمل ہوں کوئی بے تیغ یوں بسمل نہیں ہوتا

وہ دن گزرے مری قسمت پہ دنیا رشک کرتی تھی
وہ دن آئے کہ غم میں اب کوئی شامل نہیں ہوتا

تعجب ہے کبھی تو ہٹیں کا احساس ہوتا ہے
کبھی یہ بے حسی سینہ میں گویا دل نہیں ہوتا

کبھی اس پتلئے خاکی کو سیر عرش ہوتی ہے
کبھی بازو میں سونے کے یہی قابل نہیں ہوتا

یہ درسِ حق شناسی اہل عرفاں دیتے آئے ہیں
بغیر خود شناسی کوئی بھی کامل نہیں ہوتا

ہر ایک مشکل کا حل پیدا ہوا ہے ساتھ مشکل کے
یقیں حل مشکل ہو تو پھر مشکل نہیں ہوتا

مقام ضبط الفت دور ہے حلاج سن رکھیں
سُبک سردار پہ دیکھ یہاں شامل نہیں ہوتا

غلط سمجھا ہے زاہد قبلۂ حاجات کعبہ کو
نشانِ پائے جاناں کیطرف مائل نہیں ہوتا

اٹھا بیٹھا ہوں نادانی سے میں بارِ محبت کو
اگر کچھ واقفیت ہوتی تو کبھی حامل نہیں ہوتا

مقام عبدیت ہو رسائی یہ تو مشکل ہے
فرشتہ وادیٔ اسرار میں داخل نہیں ہوتا

حقیقت یار پہ دل کی بیاں کیا ہو
برنگ گل نہیں ہوتا تو بلبل گل نہیں ہوتا

جہانِ عشق میں کعبہ بھی بتخانہ ہے اے فائق
یہاں جو نقش جمتا ہے کبھی زائل نہیں ہوتا

ارشاداتِ مُبارک

مرسلہ منشی محمد افضل خانصاحب ناظر سکینڈ ماسٹر سکول بڈھلاڈہ ضلع حصار

جناب قبلہ و کعبہ حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب نقشبندی مجددی جماعتی قصوری رحمتہ اللہ علیہ والغفران "اَزتحیاۃ الکماؔلاۃ"

(۱) ایک روز فرمایا۔ کہ جب ہم قلعہ رہتک میں رہا کرتے تھے۔ تو ایک دوست تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ حضور قبلہ عالم روحی فداہٗ فلاں یار پر ناراض ہو گئے ہیں۔ اور آپ تو سراپا رحمت ہیں۔ پھر خفگی کیسی۔ اس وقت ایک آدمی ہمارے ہاں آٹا گوندھ رہا تھا ہم نے کہا۔ کہ یہ شخص اب تو آٹے کو سرد پانی میں ڈال کر گوندھ رہا ہے تھوڑی دیر میں اس آٹے کو جلتے توے پر رکھ دیگا۔ یہ بھی حکمت ہے۔ تاکہ پھر وہ کارآمد ہو جاوے۔ اور رحم مجسم کا ہر فعل شفقت پر مبنی ہے۔

گر کُشی در جرم بخشی روی سر بر آستانم
بندہ را فرمان نہ باشد ہر چہ فرمائی برانم

اگر وہ سرزنش فرمائیں یا خطا معاف فرمائیں۔ بندہ کو کیا عذر ہے۔ ہر حال میں بندہ راضی رضا ہے

عاشقم بر قہر و بر لطفش بجد
اے عجب من عاشق ایں ہر دو ضد

اس رستہ کے طالبِ صادق تو اسکی مہر و قہر دونوں کے عاشق ہیں تعجب کا مقام تو یہ ہے۔ لطف و قہر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مگر یہ عاشق دونوں میں یکساں مزا حاصل کرتے ہیں۔

(۲) موضع بھالوٹ میں ایکدفعہ حضور تشریف لیگئے۔ نیز برج ولایت حضرت صاحبزادہ حافظ نور احمد صاحب قبلہ بہت خوردسال تھے۔ بہ نظر شفقت و محبت آپ بھی تشریف لیگئے۔ اس خادم نے (خادم سے مراد مولانا عبد المجید خاں قصوری) گنے کی گنڈیریاں صاحبزادے کے روبرو پیش کیں۔ آپ نے اتفاقاً بائیں ہاتھ سے گنڈیری اٹھائی۔ اور چوس کر دائیں ہاتھ سے گرادی۔ مگر پھر دائیں ہاتھ سے اٹھاتے تھے۔ اور بائیں ہاتھ سے گراتے تھے۔ حضور اقدس نے تبسم فرمایا۔ اور فرمایا اسکی روح بڑی سادہ اور صاف ہے۔ یہ بائیں ہاتھ سے چوستا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ مسنون طریقہ سے کیوں نہیں چوستا۔ خیال کا آنا تھا۔ کہ اس نے دائیں ہاتھ چوسنا اور بائیں ہاتھ سے پس خوردہ چھلکا پھینکنا شروع کر دیا۔ اس واقعہ سے یہ امر تو مسرت افزا ہی ہے۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب ماشاءاللہ پاکیزہ فطرت اور صاحب صلاحیت و قبولیت ہیں لیکن حضور کے اسوہ حسنہ کی ایک عمدہ مثال قابل عمل ہے۔ کہ حضور خدام کی تربیت فہمائش اور تنبیہ سے

کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ حضرت قبلہ کی تعلیم عموماً اسی پیرایہ سے ہوتی تھی۔ حاضرین کو مسنون طریقہ بھی سمجھا دیا۔ اور اہم نااہلوں کی کرف بھی نہ فرمائی۔ اور اکثر صاحبزادے کی پاکیزہ روحوں کی محض تصرف باطنی سے ہی اصلاح ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں دوسرا واقعہ ______ ...... یہ ہے۔

کہ چھاؤنی فیروزپور کے اسلامیہ جلسہ پر حضور تشریف لیگئے۔ یہ غلام بھی (مولانا مولوی عبد المجید خان قصوری جھجری) ہمرکاب سعادت حاضر تھا۔ ایک گاڑی میں سوار ہو کر شہر کو جا رہے تھے۔ راستے میں لب سڑک حوض پر کوچبان نے گھوڑے کو پانی پلایا۔ اتفاقاً گھوڑے نے تین سانس لیکر پانی پیا۔ حضور نے فرمایا عبد المجید یہ گھوڑا سنت کی رعایت سے تین سانس لیکر پانی پیتا ہے۔ افسوس کہ انسان اشرف المخلوقات ہو کر ایک حیوان کے برابر بھی پابند سنت نہ ہو۔ مجھے یاد ہے۔ کہ چودہ سال کا عرصہ گزر گیا۔ اور جب میں پانی پیتا ہوں مجھے وہ فرمان یاد آ جاتا ہے۔ اور اب خلاف ورزی میرے لئے نہایت دشوار ہے۔ آج دنیا اس خلقِ عظیم سے محروم ہو گئی۔ کہ جانوروں اور بچوں کو دکھا دکھا کر سنت کا پابند بنایا جاتا ہے۔ اور غلاموں کے خلاف سنت افعال ملاحظہ فرما کر کھلے الفاظ میں تنبیہ نہیں فرمائی جاتی۔

(۳) ایک روز ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص چالیس سال سے کہہ رہا تھا۔ کہ اللہ تو میرا رب ہے۔ اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور بارگاہ لم یزلی سے ندا ہوتی تھی۔ کہ ہم نے تیری دعا رد کی۔ تجھکو اپنی عبودیت میں قبول نہیں کیا۔ اسی طرح ہر دعا پہ جواب ملتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس طرف سے گزر ہوا۔ اور کلیم اللہ نے یہ ماجرا دیکھکر فرمایا۔ کہ اے شخص تو عتاب الٰہی سے نہیں ڈرتا۔ تیری دعا رد ہوتی ہے۔ اور تو برابر اصرار کر رہا ہے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ حضرت پھر کوئی دوسرا دروازہ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ وہ قبول کرے یا رد کرے۔ میں تو اسی کو پکارے جاؤنگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ کہ اے موسےٰ ہم نے اسکی قبولیت اسی وقت کیلئے خاص کر دی تھی۔ اب اسکو اپنا مقبول بندہ بنا لیا ہے۔ تم نے اسکی استقامت بھی دیکھی۔ کہ چالیس سال سے برابر اسی طرح کہہ رہا ہے۔ اور رد دعا کے علم پر ثابت قدم ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

عشق صادق

عشق بناں نا ادھی طاعت بیر
مغز بناں نا ادھی دا نا عشر
جانانے پیغمبر کے گرد دھیان
صورت پیچان بنا ملنجر بیغان

(محمد فضل خان ناظر)

ذکرِ الٰہی پر ایک نظر

از حضرت مولانا سید محمد محمود شاہ صاحب جماعتی ہزاروی

قال اللہ تبارک وتعالیٰ۔ یا ایہا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا و سبحوہ بکرۃ و اصیلا

ترجمہ:۔ اے ایمان والو۔ ذکر کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثیر اور تسبیح کہا کرو۔ اس کیلئے صبح و شام اس میں اہل ایمان کے مشرف پر اشارہ ہے۔ کہ خطاب ذکر خصوصاً انکو ہے۔ نیز معلوم ہوا باری تعالےٰ نے اپنے بندوں پر کوئی فریضہ ایسا مقرر نہ فرمایا۔ جسکی حد مقرر نہ فرمائی ہو۔ سوائے ذکر کے۔ اسلئے ذکر کا ارشاد علی الاطلاق ہوا کما قال اللہ تعالیٰ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبکم۔ اس میں اشارہ ہے۔ کہ ذکر کا امر عظیم اور فضل جسیم ہے۔ اور اس میں بندہ کو بہرحال مشغول رہنا چاہیئے اذکروا اللہ ذکرا کثیرا میں اطلاق اور تعمیم ہے۔ ذکر اور اوقات ذکر کی۔ ذاکرین کیلئے اور سبحوہ بکرۃ واصیلا میں تقید اور تخصیص ہے۔ ذکر اور اوقات ذکر کی۔ اگرچہ مطلق ذکر میں تسبیح داخل ہے۔ کیونکہ یہ ایک قسم از اقسام ذکر ہے۔ تاہم خصوصیت سے اس کا ذکر ہوا۔ کہ خدائے سبوح و قدوس کی تسبیح ذکر کا اعلیٰ مرتبہ ہے۔ اور ذکر کے ادنےٰ مراتب سے یہ ہے۔ کہ ذاکر اپنے نفس کیلئے دنیاوی یا آخروی تنگی اور خوف سے بچاؤ کیلئے مشغول ذکر ہو۔ یا نفس کیلئے دارین کی سلامتی و راحت تلاش کرے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس صورت میں ذاکر کا مدِنظر اپنے نفس کی خیرخواہی ہے۔ گو خوفاً ہو یا طمعاً چنانچہ سید العارفینؒ کا فرمان ہے۔ طالب الدنیا مؤنث وطالب العقبیٰ مخنث وطالب المولیٰ مذکر۔ اکما قال کہ دنیا کے طلبگار عورتیں ہیں۔ آخرت کے طلبگار بھی ہیجڑے (نامرد) ہیں۔ ہاں مولیٰ کریم کے طلبگار جواں مرد ہوتے ہیں اللّٰھم اجعلنا منھم

عارفان حق کا فرمان ہے ھمّ العارف الثناء وھم الزاھد الدعاء لان ھم العارف ربہ وھم الزاھد نفسہ یعنی ذکر سے عارف کا مقصود ثنا ہوتا ہے۔ اور زاہد کا دُعا کیونکہ عارف کا مقصد ذات باری ہوتا ہے۔ اور زاہد کا مقصد اپنی خیرخواہی۔

نکتہ۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ طالب اور مرید کو اپنی طلب اور ارادہ کا خیال کرنا چاہیئے کہ کہیں غیر مقصود بالذات شئے کو اپنا مقصود بالذات نہ سمجھتا ہے۔ اور طلب و تلاش کے دام غیر مقصود شئے پر نہ لگا بیٹھے اور مقصودِ حقیقی کیلئے تہی دست رہ جائے۔ اور کچھ ہاتھ نہ آئے۔ کیونکہ مخلوقات میں سے اگر بعض کو

آدمی کھو بیٹھے۔ تو ان کا بدل اور عوض ہوتا ہے۔ مگر جب خالق جل مجدہٗ ہی غیر مقصود ٹھیرے۔ تو یہ نقصان وہ ہے۔ جسکا عوض اور جبر ممکن ہی نہیں ولله در القائل

لکل شیئی اذا فارقته عوض — ولیس ﷲ ان فارقت من عوض

وقال الآخر۔ ولو خطرت لی فی سواک ارادۃ — علے خاطری یوما حکمت بردتی

وقال السحیفرؔ گر دیدہ و دلم کنند آہنگ دیگرے — آتش زنم دماں دل و دیدہ مرا کہ رفت

اسی لئے محققین نے تصریح فرمائی ہے۔ کہ الامور بمقاصدھا و سید الابرار و عالم التحقیات الاسرار محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اور قال کہ دارا عمال نیت اور مقصد پر ہے۔ سبحان اللہ زبدۃ العارفین مرشدی مدظلہ العالی کا فرمان ہے کہ عقائد کی خرابی کا مرض خطرناک اور لاعلاج ہے۔ اعمال کی خرابی کا مرض قابل علاج ہے۔ اسی لئے یہ اعمال سے بد اعتقاد کو برا سمجھا جاتا ہے۔ نیت و ارادہ وقصد و اعتقاد یہ صفات دل ہیں یہ درست نہ ہوئیں۔ تو گویا دل بیمار ہے۔ پس دل کی بیماری جسم کی بیماری سے زیادہ خطرناک ہے اسی لئے سلوک طریقت میں درویش کیلئے علم ضروریات شرعیہ دست و پا وغیرہ اعضاء کا کام دیتا ہے۔ وقال العارف الرومیؒ

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر — کے شود بے شیر مسکہ کے شود بے پیر پیر

یہ مقام خوب سمجھ لیا جاوے۔

وسبحوہ بکرۃ و اصیلا سے یہ حکمت لطیف طور پر سمجھا دیگئی۔ کہ طالب صادق اور مرید بارادت کو لازم ہے۔ کہ وہ اپنے طلب ارادت کے اعلیٰ درجے کو حاصل کرے یعنی للہیت اور خلوص کو نہ یہ کہ ادنیٰ ہی درجہ پر قناعت کر بیٹھے۔ اور تسبیح کو صبح و شام کے ساتھ مقید کرنیکی حکمتوں میں سے یہ بھی ہے۔ کہ یہ دونو وقت اشرف الاوقات ہیں۔ اور ان میں رحمت کے فرشتے اترتے ہیں۔

یونہی دوسرے مقام پر بھی فرمایا واذکر ربک فی نفسک تضرعا و خیفۃ و دون الجھر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین۔ پارہ ۹۔ سورہ اعراف ع ۲۴ ترجمہ۔ اور اپنے آپکو اپنے دل میں یاد کر زاری سے اور ڈر سے اور درمیانہ طور پر خفی سے بلند اور جہر سے کم آواز سے صبح اور شام اور کبھی (اللہ کے ذکر سے) غافل نہ رہ اس آیۃ کریمہ میں ذکر کے چند اقسام کا بیان فرمایا ہے۔ فی نفسک سے مراقبہ اور

ذکر خفی مثل پاس انفاس کے ثابت ہوتا ہے۔ جو طریق اربعہ قادری چشتی سہروردی انقشبندی مشائخ ہیں معمول ہے۔ جسے وہ اپنی نماز اور حیات قلب کہتے ہیں۔ یہ ذکر کی وہ حالت ہے جس میں ذاکر ہر حال مشغول رہ سکتا ہے۔ اگرچہ جوارح دوسرے اشغال میں مشغول ہوں ابتداء میں تو یہ مشق اور کوشش سے کرنا پڑتا ہے۔ مگر آگے چل کر شیخ کی توجہ اور نظر شفقت اور مرید کی سعی کامل سے خود بخود جاری ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر ذاکر کوئی کام کرتا ہو۔ یا سوتا ہو۔ تب بھی یہ ذکر نفس بدستور جاری رہتا ہے۔ اسی کے متعلق ارشاد باری ہے لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله یعنی کوئی دنیاوی شغل انکو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل اور سست نہیں کرتا۔ اور هم فی صلواتهم دائمون کے ایک معنی یہ بھی ہیں۔ مگر یہ اس ذکر شریف کی اول منزل ہے۔ ادنیٰ درجہ ہے۔ اعلیٰ درجہ اور کمال اس کا یہ ہے۔ کہ ذاکر کی یہ حالت ہو جائے۔ کہ اسے اپنی اور ذکر کی بھی یاد نہ رہے یعنی سراپا ذکر محبوب حقیقی ہو جائے۔ کہ غیر تو درکنار اپنی طرف بھی التفات نہ کرنے پائے۔ تب ذاکر کو حضور اور مشاہدہ سے مشرف فرمایا جاتا ہے۔ اسوقت اسکی نظروں میں دنیا و مافیہا ہیچ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اور ذکر و فکر ہی ان کا اوڑھنا بچھونا اور کھانا پینا ہو جاتا ہے۔ کہ دقتوں ہی اگر وہ ان اشیائے ضروریات پر توجہ نہ فرمائیں۔ تو نہ فرمائیں طبیعتوں میں شاہی استغنا آجاتا ہے۔ کما قال العارف رح

گر خوری یک لقمہ از نان تنور — خاک ریزی بر سر نان تنور

ذرا آگے چل کر مسند ارشاد پہ فائز المرام کر دیا جاتا ہے۔ پھر تو وہ اس قدر تصرفات کا مالک ہو جاتا ہے۔ کہ مسترشد کے غافل دل کو ایک ہی توجہ سے ذاکر بنا دے۔ بتوفیقہ تعالیٰ بادشاہ با اختیار ہو جاتا ہے۔

اگر تو پاس داری پاس انفاس — بسلطانی رسانندت ازیں پاس

تضرعا و خیفۃ یہ دونو ذکر کی صفتیں ہیں۔ چونکہ اذواق و طبائع مختلف ہوتے ہیں لہذا کسی کو تو تضرعاً ذکر کرنا احیاء و انجلاء قلب کا موجب ہوتا ہے۔ اور کسی کو خیفۃ ہی کرنا حسب مناسبت ذوق و طبع لطائف کی بیداری میں کام آتا ہے۔ اور بعض نے ان کو بھی مستقل انواع ذکر میں شمار کیا ہے۔ تاہم مقصد واحد ہے۔ اگرچہ مسلک متعدد ہوں۔ دوسری قسم ذکر کی عینی ہے۔ جسے بعض مشائخ قادریہ رحمتہم اللہ جہر سے تعبیر فرمایا کرتے ہیں

بعض کو حسب ذوق ذکر خفی یا نفسی انشراح صدر ، انجلاء قلب کا موجب نہیں بنتا ۔ اور ذکر جلی سے یہ مقصد جلد حاصل ہوسکتا ہے ۔ تو انکی خاطر مشائخ کرام کثرھم اللہ وہی تلقین فرما دیتے ہیں ۔ یہاں بعض اہل ظاہر ذکر خفی و جلی کے جھگڑے لے بیٹھتے ہیں ۔ اور اپنے ذوق سے جو مناسب خیال کرتے ہیں ۔ اسکو جائز اور نافع سب کیلئے کہہ دیتے ہیں ۔ اور جسے اپنے ذوق سے غیر مناسب خیال کریں ۔ اسے ناجائز اور حرام تک کہہ گذرتے ہیں ۔ اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ صرف جھگڑتے جھگڑتے ذکر خفی و جلی سے محروم رہ کر غفلت خفی و جہل جلی میں مبتلا ہو بیٹھتے ہیں ۔ اور کبھی معاملہ اس سے بھی گذر کر نوبت یہاں آتی ہے ۔ کہ بڑے بڑے عارفان حق مشائخ عظام پر بھی ناسمجھی کا اتہام کر بیٹھتے ہیں ۔ اللھم احفظنا من سوء الفھم

ہاں اگر اس باب میں مجتہدین اور محققین اہل سلوک کچھ فرمائیں ۔ تو اسے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے ۔ نہ کہ خود بے سمجھے فیصلہ کر دینا ولنعم ما قیل

وکم من عائب قولا صحیحا فآفتہ من الفھم السقیم

خلاصہ یہ کہ ذکر جلی وہ ہے جو خفی ۔ سری ۔ نفسی سے تو آواز بلند ہو ۔ مگر اتنی کہ سامعین کیلئے موجب رنج ہو ۔ خوب سمجھ لیا جائے ۔

بالغدو والآصال ۔ یعنی دن کے اول و آخر غدو جمع ہے غدوۃ کی یہ وہ وقت ہے ۔ جو طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک ہے ۔ اصال جمع اصیل کی ہے ۔ یہ وقت عصر سے لیکر غروب آفتاب تک ہے ۔ ان میں نوافل کا پڑھنا مکروہ ہے ۔ تو ان میں ذکر کا فرمان ہوا ۔ کہ بندہ کا اپنے مولا کی یاد بغیر کوئی وقت نہ گذرے ۔ نیز اسلئے کہ انسان جب صبح خواب سے بیدار ہوا ۔ تو دن کو مشاغل دنیوی سے دوچار تو ہونا پڑیگا ۔ لہذا دن کا شروع وقت یاد الٰہی میں گزارتا پایا جائے ۔ اسی طرح اصال کے وقت آدمی کے سونے کا وقت قریب آیا ۔ اور وہ النوم اخو الموت یعنی موت کا بھائی ہے یومن ڈرتا ہے ۔ کہ کہیں مجھے اس نیند میں موت نہ آجائے ۔ بہتر ہے ۔ کہ نیند کے وقت سے قبل ہی کچھ وقت یاد الٰہی میں مشغول ہولوں قال فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص نماز فجر باجماعت ادا کرے ۔ اور پھر ذکر الٰہی میں مشغول بیٹھا رہے طلوع آفتاب تک پھر دو رکعت نماز پڑھے ۔ تو اس کیلئے حج و عمرہ کا ثواب ہے ۔ اور اس کے تمام گناہ بخش دئے جاتے ہیں ۔ اگرچہ وہ کف دریا کے برابر بھی کیوں نہ ہوں ۔ اور اگر چار رکعت پڑھے ۔ تو شام تک کفایت کرتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اسے تمام آفتوں اور شرور اور تقصیروں سے

محفوظ رکھتا ہے (شرح سفر السادات)

وقال مرشدی ومولائی دامت برکاتہم - جو شخص بعد از نماز صبح تا چاشت ذکر الٰہی میں مشغول رہے - علاوہ ثواب آخرت خداوند عالم اسکو اس تمام روز خوش وخرم رکھیں - اور ہر طرح کے مصائب و آلام سے نگاہ رکھیں گے - اور جو شام کو بعد نماز عصر تا غروب بیٹھے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہے - علاوہ ثواب آخرت کے خداوند قدوس وکریم اسے وہ تمام رات بھی کے شروع میں اس نے ایسا کیا - خوش وخرم رکھیں گے - اللّٰھم ارزقناہ ووفقنا بہ

سبحان اللہ وبحمدہ کہ ہمارے شیخ ومرشد دامت معالیہ کا یہ معمول سالہا سال سے بلا ناغہ چلا آتا ہے - بلکہ ایک بار فقیر خدمت شیخ مخدوم میں کچھ غمناک کیفیت میں حاضر ہُوا (کوہاٹ صوبہ سرحد میں) تو حضور سراپا نور نے بغیر فقیر کے عرض کئے اس صبح وشام کی خلوت کے ارشاد سے سرفراز فرمایا - چنانچہ پھر وہ کلفت کا فور ہوتی نظر بھی نہ آئیں - اور ہمیشہ کی راحت سے خوش فرما دیا گیا - تب سمجھ میں آیا کہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب پریشان دلوں کو ذکر الٰہی سے اطمینان حاصل ہوتا ہے -

ولا تکن من الغافلین میں ذکر الٰہی میں غفلت سے بچنے کا حکم ہے - حتیٰ کہ غافل لوگوں سے ظاہری باطنی دوری اختیار کرنے کی تعلیم ہے - کیونکہ بسا اوقات آدمی اپنے اصحاب کیساتھ محبت کرتے کرتے انکی سیرت کو اختیار کر جاتا ہے - یہی معنی ہیں - المرء مع من احب کے یعنی آدمی جس سے محبت کرتا ہے - اس کیساتھ ہوجاتا ہے - دنیا میں - تو خود قیامت میں اس کا حشر ونشر بھی اسی کیساتھ ہوگا اللّٰھم اجعل حبک وحب حبیبک احب الاشیاء الینا واجعل خوف معصیتک ومعصیت حبیبک اخوف الاشیاء عندنا واحشرنا مع حبیبک علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نکتہ ولا تکن من الغافلین میں نہی علی الاطلاق ہے - پس صوفی مرید کو چاہیئے - کہ یہ قاعدہ یاد رکھے - کہ المطلق یجری علیٰ اطلاقہ والمقید علی تقییدہ - یعنی ہر حکم مطلق اپنے اطلاق پر اور مقید اپنی تقید پر جاری ہوتا ہے - تو یہ نہی غفلت ہے - اقتضائے دوام واستمرار کا فائدہ دے گی - یعنی ہر حالت میں طالب اور مرید کو غفلت اور غافلوں سے دور رہنا چاہیئے - اسی طرح ارشاد رب العزت ہے فاذکرونی اذکرکم - تم مجھے یاد کیا کرو - میں تمہیں یاد کیا کرتا ہوں کوئی حد اور وقت مقرر اور مخصوص نہیں - اس آیہ کریمہ میں تو ہر وقت ہم یاد الٰہی میں ہیں - اگر ایک لحظہ البصر فراموش ہو جائیں - تو ہمارا

نام نشان باقی نہ رہے ۔ نعوذ باللہ من ذلک

اور اصطلاح صوفیائے کرام میں غفلت کو موت سے تعبیر کرتے ہیں ۔ کہ ایک لحظہ کی غفلت سے اتنا نقصان ہوتا ہے ۔ کہ پھر سو سال بھی کوشش کیجائے ۔ تو جبر نقصان ہونے نہ پائے ۔ ؎

رفتم کہ خار از پاکشم محمل نہاں شد از نظر یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ راہم دور شد

تو چاہیئے کہ ہم بھی ذات باری عزاسمہ کو ہر وقت یاد رکھیں ۔ اور کوئی سانس یاد الٰہی کے بغیر باہر نہ آئے ۔ ولنعم ماقیل

دم بدم دم را غنیمت داں وہمدم شو بدم واقف دم باش ودر دم ہیچ دم بیدم مدم

نوٹ ایسے مقام پر بعض لوگ بوجہ نہ ہونے علم شرع شریف کے مقرر کردہ نماز وغیرہ عبادات کو ترک کر کے کہہ بیٹھتے ہیں ۔ کہ یہ نماز وغیرہ عبادت تو مولوی لوگوں کی ہے ۔ ہم دائمی نماز کے نمازی ہیں ۔ کہ کوئی سانس غافل نہیں ہوتا ۔ اور بھنگ شراب وغیرہ حرام اشیا کو بلا دریغ استعمال کرنے لگتے ہیں ۔ کہ یہ شرع کا حکم ہے ۔ اور ہم طریقت والے ہیں ۔ ایسے لوگوں کی گمراہی میں کوئی شبہ نہیں ہوتا ۔ یہ ساری مار علم نہ ہونے کیوجہ سے پڑی ۔ اللہ تواب ورحیم انکو ہدایت فرماویں ۔ اور ہمکو انکی غلط پیروی سے بچائیں ۔ آمین ولایت اور فقیری تو ایمان کے اعلیٰ مراتب ہیں ۔ جو کمال اتباع شرع سے بفضل خدا حاصل ہوتے ہیں ۔ اور جو بیچارا شرع سے پھسل گیا ۔ وہ ولی یا فقیر تو کجا مکمل مسلمان ہو جائے ۔ تو غنیمت ہے ۔ اور جو عند اللہ مغلوب الحال ہوتے ہیں وہ ایسے بکواس سے بھی ملوث نہیں ہوتے ۔ اور ان کا معاملہ سپرد خدا ہے ۔

باش ثابت در شریعت اے عزیز تا حقیقت کشف گردد بر تو نیز

فخر عالم سید المرسلین علیہ وآلہ التحیۃ والتسلیم کا فرمان ہے ۔ الشریعۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی والمعرفۃ اسراری یعنی شریعت میرے اقوال ہیں ۔ اور طریقت میرے افعال اور حقیقت میرے احوال اور معرفت میرے اسرار ہیں ۔ خوب سمجھ لیا جائے صحیحین میں مروی ہے ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا ۔ فخر کائنات علیہ وآلہ التحیات اذا باتت المرأۃ ھاجرۃ فراش زوجھا لعنتھا الملائکۃ حتی تصبح ۔ متفق علیہ جب عورت اپنے خاوند کی نافرمانی میں رات کو خاوند سے علیحدہ سوتی ہے ۔ تو فرشتے اس پر صبح تک لعنت کرتے ہیں ۔

سبحان اللہ وبحمدہ غور فرمایا جائے ۔ کہ جب عورت خاوند کی نافرمانی میں رات

یا رات کا کچھ حصہ بسر کرے۔ تو صبح تک فرشتوں کی لعنت اس پر ہوتی ہے۔ تو جو مرید اپنے مرشد کی نافرمانی میں ایام بسر کرے۔ اس کا کیا حال ہوگا۔ اور جو امتی اور مولوی کہلا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی اور مخالفت میں اور بے ادبی یا ایذا میں عمر بسر کرے۔ اور توبہ نہ کرے۔ اسکا کہاں ٹھکانا ہے۔ اس پر صبح قیامت سے پہلے تک لعنت پڑیگی اعاذنا اللہ منہ اور جو بندہ اپنے مالک اور خالق کی نافرمانی اور گستاخی میں زندگی بسر کرے۔ اور اسی پلید حالت میں مرے۔ اسکی خرابی کا کیا ٹھکانا ہے۔ اس پر تو لعنت ابدالاباد تک پڑیگی

اللھم احفظنا من سوء الادب ونعوذ بک من القھر والغضب وصلے علی حبیبک والہ بالمحبۃ والادب

وللعارف رومی رحمۃ اللہ علیہ

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضل رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

نعت

از رقم عالیجناب منشی نظیر الدین صاحب فائق جماعتی نقشبندی قریشی اکبرآبادی

۱ فوج غم کی تنِ لاغر پہ صف آرائی ہے — المدد فخرِ رسل وقتِ مسیحائی ہے

۲ یا نبی بن کے دلہن آپکی یاد آئی ہے — رشکِ صد عیش میرا عالم تنہائی ہے

۳ آپکے چہرہ انور سے ہے خورشید خجل — چاندنی شب کی اسی چاند سے شرمائی ہے

۴ والضحٰے ہے کہیں والشمس ہے والفجر کہیں — حق نے یوں آپکی قرآن میں قسم کھائی ہے

۵ وسعتیں آپکی کملی کی بیاں ہو کیسا کیا — دونوں عالم پہ یہ رحمت کی گھٹا چھائی ہے

۶ تاج پہنے ہوئے آتے ہیں خطاوار حضور — آج محشر میں گنہگاروں کی بن آئی ہے

۷ خواب میں اونکے تصور نے تسلی بخشی — ورنہ دنیا مجھے کہتی کہ یہ سودائی ہے

۸ مردہ دل ہوں جو آپ مجھے تم آکے جلا دیجیگا — لب اعجاز نہیں سنتا ہوں مسیحائی ہے

۹ دیکھکر قبر میں فائق کو فرشتے بولے — اسکو رہنے دو محمد کا یہ شیدائی ہے

ہندوستان کے قدیم مرکز مغل و اسلامی سلطنت شہر اکبر آباد میں اعلیحضرت عظیم البرکت قبلۂ عالم و عالمیان کا
و حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ و دامت برکاتہم کا

ورودِ مسعود!

(فرستادہ جناب منشی مہدی حسن صاحب قصوری آگروی حنفی نقشبندی جماعتی)

الحمد للہ کہ مورخہ ۴ ستمبر سنہ ۱۹ء یوم چہار شنبہ کو صبح چار بجے مدراس میل سے جناب والا تشریف لائے۔ ہمراہ و ہم رکاب عالیجناب ڈاکٹر اللہ دتا صاحب قبلہ تھے۔ حضرت مولینا عابد حسن صاحب فریدی کے در دولت پر قیام ہوا۔ دو یوم تک یہ مقام آنحضور کے قدموں کی برکت سے رشکِ فردوس رہا۔ ہر وقت ہر لحظہ نزول برکات و حسنات کے سوا کچھ نہ تھا۔ لائق اظہار جناب ڈاکٹر صاحب قبلہ کی وہ تقریر ہے۔ کہ جو ۵ ستمبر پنجشنبہ کی شب کو مسلسل دو گھنٹہ تک آپنے فرمائی۔ اللہ اللہ وہ نکات و نصائح اور وہ رندانہ و اسرار انتظام فرمائے۔ کہ سامعین کو حیرت تھی۔ کہ جناب ڈاکٹر صاحب جو در حقیقت ایک سپاہیانہ وضع قطع کے آدمی تھے۔ قبلہ عالم کے فیض صحبت سے ایک صاحب دل عالم باعمل فاضل و کامل صاحب ارشاد ہو گئے۔ آپکی تقریر نہایت سادہ اور مدلل اور موثر تھی۔ پھر جناب میاں نصیب خان صاحب خلیفہ مجاز کی نعت خوانی و تلاوت سے جسقدر سامعین محظوظ ہوئے۔ وہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ اکبر کیا فیضان ہے۔ کہ ذروں کو آفتاب بنا دیا۔ تمام دن نعت خوانی و قصیدہ گوئی رہی۔ اور حضور والا پند و نصائح کی گہرباری انعام و کرام سے غلامان کو نواز کیا۔ بوقت تجدید حلقہ ہوا۔ اور بوجہ اضمحلال طبیعت تجدید ایمان و تکمیل توبہ کے بعد عالیجناب فریدی صاحب کو تعلیم کیلئے مقرر فرماتے ہوئے خود علیحدہ مراقب ہوئے۔ جناب فریدی صاحب خلیفہ مجاز نے تمام حلقہ کو تعلیم و اسباق سے نوازا۔ یہ وقت جس کیف و وجدانیت کا گہوارہ تھا۔ نہ اسکو قرطاس ابیض پر رقم کیا جا سکتا ہے۔ نہ زبان سے ظاہر۔ جمعہ کی صبح کو حضور والا نے پھر نعت خوانوں کو انعام و کرام سے نوازا نعت خواں حضرات میں منشی نظیر الدین فائق منشی عبدالرزاق فہیم ابو عبداللہ اسلام صاحب قابل ذکر ہیں فائق صاحب نے اپنا قصیدہ با فریم پیش کیا۔ حضرت قبلہ عالم نے انکو انعام عطا فرمایا۔ اور دیگر

شکر و دعا ادا کئے بیئے فرمائی۔ فہیم صاحب کے شجرۂ منظوم اور لغت شریف پر انکو انعام و اکرام مرحمت ہوا۔ سلام صاحب کی نغمہ سرائی اور نواسنجی تو جدا ہی رہی۔ انہوں نے تو درحقیقت مجلس پر جادو ہی کر دیا۔ نہایت خوش گلوئی کیساتھ نعت پاک سنائے۔ اور انعام سے نوازے گئے۔ بعدہ حضرت والا نے پیر بھائیوں کے اصرار پر حلقہ فرمایا۔ اور پھر ۵ بجے شام بذریعہ پنجاب میل براہ دہلی دربار شریف کو روانہ ہو گئے۔ اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے حضور پر نور قبلہ عالم کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر قائم اور دائم رکھے۔ آمین ثم آمین۔

نذر نیاز

بر آستانِ کیواں فراز حضرت روح پرور و دلنواز قبلہ عالم معظم و محترم مرشدی و مولائی مقبول بارگاہ کبریائی اعلیحضرت امیر ملت حاجی و حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علیپوری دامت برکاتہم

پیش کردہ

جناب منشی نظیر الدین صاحب فائق نقشبندی جماعتی اکبرآبادی پروپرائٹر ایکسل فٹ ویئر کمپنی نائی منڈی آگرہ

مژدۂ جاں بخش لیکر خلد سے آئی نسیم
گلشن عالم بنا ہے آج کیا باغ نعیم

ہے مسرت ابر رحمت کیطرح چھائی ہوئی
باغ میں اٹھکھیلیاں کرتی ہوئی آئی شمیم

انبساط روح پرور کیف عشرت کے سبب
ہے عدیل عالم عیش و طرب گویا عدیم

کس گل خوبی کی آمد ہے کہ شوق دید میں
سب گل و نسریں نچھاور کر رہے ہیں زر و سیم

کسکی بوئے زلف سے مہکا گلستان وطن
تار بکھرنے سنبل پیچاں کے جب آئی شمیم

جوش عشرت سے ہے ہر ایک وجد میں آیا ہوا
رند و زاہد عارف و عامی و نادان و حکیم

الغرض تابندہ ہے عشاق کی بزم حیات
پیکر ارواح رقصاں وجد میں قلب سلیم

آج تو میخوار اس درجہ سے ہیں ساقی کے حضور
ہاتھ میں ساغر لبوں پر یا غفور یا کریم

کسکے شمع حسن پر پروانے ہوتے ہیں نثار
کسکا دیوانہ بنا ہے ہر عقیل و ہر فہیم

جلوہ فرما کون ہے یہ مایۂ حسن ازل
غش یہاں عشاق ہیں کس پر حق پر مثل کلیم

میں اسی حیرت میں تھا جو غیب سے آئی ندا
یہ ہیں میرے محبوب کے محبوب ہیں یہ ہوں علیم

حضرتِ صدیق اکبرؓ کی امانت کے امیں
مثلِ فاروقؓ اہلِ ہمت مثلِ عثمانؓ ہیں حلیم

بادشاہ لافتیؓ کے ہیں یہی نورِ نظر
اور دریائے سیادت کے ہیں یہ درِ یتیم

سایہ افگن آپ پر ہیں حضرتِ بابا فقیر
زیبِ سایہ آپکے عالم کے شاہانِ عظیم

ہیں یہ سرتاپا کرامت اور ولی ابن ولی
ان کی خاکِ پا ہے ہے کہئے جسکو اکسیرِ عظیم

مبتلائے درد و غم پاتے ہیں اس در سے شفا
آپ ہی امراضِ روحانی کے ہیں حاذق حکیم

عالمِ دیں ہیں، محقق ہیں، محدّث ہیں حضور
آپ نے لاکھوں کو دکھلائی صراطِ مستقیم

قطبِ عالم آپ ہیں اور غوثِ اعظم آپ ہیں
سالکانِ راہ حق ہیں آپ کے یار و ندیم

فقر میں شاہوں سے بڑھکر فیض جاری ہے یہاں
دولتِ صدق و صفا ہے نسخۂ لطفِ عمیم

منبعِ حلم و حیا ہیں مصدرِ جود و سخا
مظہرِ شانِ کریمی یہ توشانِ رحیم

حاجی و حافظ بھی ہیں، فاضل و کامل بھی
نام ہے شاہ جماعت ہیں کریم ابن کریم

مشکلیں اس فائقِ خستہ کی بھی آساں ہوں
سیدی اسکو تمہارے در سے ہے ربطِ قدیم

———×———

نعت شریف

(از جناب محمد ظفر اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی کلاس صاحبزادہ جناب منشی رحمت علی صاحب مغلپورہ لاہور)

جب میری امداد پر خیر الورےٰ ہو جائینگے
داغِ عصیاں آبِ رحمت سے سبھی دُھل جائینگے

وقف جس نے زندگی کردی محمدؐ کیلئے
اسکے تابع جن بشر حور و ملک ہو جائینگے

تم نہ گھبراؤ ذرہ بھر اے ضعیفانِ صراط
رحمۃ للعالمیں سب کی مدد فرمائینگے!

اک نگاہِ لطف گر ان کی ادھر ہو جائیگی
کام جو بگڑے ہوئے ہیں سب کے سب بن جائینگے

ہم جلیسو! عشق میں دلجوئیاں ہیں سب فضول
یہ زخم ایسے نہیں ہیں جلد جو بھر جائینگے

کوچۂ احمدؐ میں لیچل جلد اے جوشِ جنوں
دردِ بے درماں کا دارو ہم وہاں ہی پائینگے

بادۂ گلفام کے بدلے جنہیں کوثر ملے
کیوں نہ اپنی خوبیٔ قسمت پہ وہ اترائینگے

آگ دوزخ کی جلائے ان کو یہ ممکن ہے کب
دامنِ خیر الورےٰ میں ظفرؔ جو چھپ جائینگے!

تعاون

(از قلم عالیجناب مولینا مولوی قاضی محمد عبدالعزیز صاحب بانی جامع مسجد مبارک کوٹھ ہرسیالکوٹ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قال اللہ تعالیٰ وتعاونوا علی البر والتقویٰ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ ایکدوسرے کی مدد کرو نیکی اور پرہیزگاری میں: ناظرین! جب تمام روئے زمین پر نیکی اور تقویٰ کا نام ونشان باقی نہ رہا تھا سابقہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی ہدایات وتعلیمات انسانوں کے دلوں سے بالکل نابود ہو چکی تھیں اور دیدہ ودانستہ تورات، زبور، انجیل کتب ہائے الہامی کے خلاف ہونے لگا۔ نیکی اور پرہیزگاری کی بجائے بدی اور فسق وفجور کا دریا امڈنے لگا مشرق سے لیکر مغرب تک اور جنوب سے لیکر شمال تک دنیا کے تمام گوشوں یعنی شش جہات پر شرک وکفر کے فہا بن سیاہ بادل چھا کر لات منات عزا کی پرستش ہونے لگی۔ تو اسوقت جلال احدیت نے جوش میں آکر سرزمین عرب ام القرا مکہ معظمہ میں بشر ہستیاں بلا سایہ وبے زوال واقف اسرار ذوالجلال یعنی عالیجناب سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین وسید المرسلین ہادی المضلین بنا کر مبعوث فرمایا حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ سے خلافت حقہ پا کر نیکی اور پرہیزگاری کا اعلیٰ کالج کھول دیا۔ وتعاونوا علی البر والتقویٰ کا درس دینا شروع کر دیا۔ اور آوازہ دہل دنیا کو ایک قوم بنا کر ان میں اخوت کا سلسلہ قائم کرنے کے لئے ارشاد فرمادیا والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر (ترجمہ) عصر کی قسم ہے کہ انسان خسارہ میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی وصیت کی (وہ خسارے میں نہیں) یہاں پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کلاماً معناہ ان الناس او اکثرھم فی غفلۃ عن تدبر ھذہ السورۃ یعنی اکثر لوگ اس سورت میں فکر اور تدبر کرنے سے غافل ہیں۔ اس میں نیک کلام بتلانے اور نیکی کرنے والے کی اعانت کرنی اور علم اور عبادت کے فضائل کی تعلیم وفضیلت سمجھی جاتی ہے۔ عبادت الٰہی کی گویا یہ ایک مکمل فہرست ہے، پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر لوگ اس سورت میں فکر کریں تو یہی سورت سب کو کفایت کر جائے۔ اسلئے کہ مراتب کمال کے چار ہیں۔ (۱) حق کی معرفت (۲) دوم حق پر عمل کرنا (۳) جاہلوں کو حق کی تعلیم کرنا (۴) چہارم حق کے عمل کرنے پر اور حق کے سیکھنے سکھلانے پر صبر کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت مبارکہ میں چاروں مراتب بیان فرمائے ہیں۔ مگر دنیا میں ایسے لوگ خال خال نظر آتے ہیں جو اسوقت حق اور پرہیزگاری ونیکی کے معلم ہیں بسوائے ولی اللہ کے جنکی شان میں اللہ ولی الذین امنوا فرمایا ہے۔ اور کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو ان تمام اوصاف سے متصف ہو جو اس سورہ مبارکہ میں بیان فرمائے گئے ہیں

ہاں جو ہستیاں ان اوصاف حمیدہ سے مالا مال تھیں وہ بھی اس آخری دَور سے مفقود ہوتی جا رہی ہیں (آہ) میرے قبلہ گاہ شیخ طریقت پیرانِ پیر حضرت قبلہ حاجی محمد سید شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین دربار چورہ شریف و تاج الفقراء پیر حاجی سید جماعت علی شاہ صاحب ثانی علی پوری و حافظ حاجی قاری خواجہ محمد عبد الکریم صاحب راولپنڈی و پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی وغیرہ وغیرہ تقوئی و پرہیزگاری میں ممتاز زمانہ تھے۔ افسوس اب یہ پاک ہستیاں یکے بعد دیگرے عرصہ دو سال سے جنت الفردوس میں سدھار گئیں۔ اب اسوقت صرف ایک ہستی ہے جن کا نام نامی اسم گرامی سید السادات فخر العارفین تاج السالکین عالیجناب اعلیٰ حضرت امیر الملت مولانا مولوی حاجی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری دامت برکاتہم ہے۔ جن کے دیکھنے سے قرون اولیٰ کا زمانہ یاد آ جاتا ہے، حضور کی مجلس منوّر میں ہر وقت نور کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا رہتا ہے، اور تقوئی و پرہیزگاری کا ہر وقت درس ملتا ہے، وتعاونوا علے البرّ والتقویٰ کا صحیح نمونہ اس آخری زمانہ میں صرف آپ کے ہی دروازہ پر ملتا ہے۔ طالبان سعادت مثل پروانہ اس شمع ہدایت پر نثار ہوتے رہتے ہیں۔ سورہ والعصر کا مضمون مفہوم سمجھکر بہرہ ور ہوتے جا رہے ہیں۔ نسبت محمدی اس قدر ہے کہ مجلس میں ہر وقت مدینہ منورہ کا نقشہ کھنچا رہتا ہے۔ ماہ صیام میں ساڑھے تیرہ سو سال کا پورا پورا مدنی نقشہ فی العبادت علی پور شریف مسجد نور میں کھچا جاتا ہے۔ ہزارہا مخلوق خدا آپ کے چشمۂ فیض سے مستفیض ہو رہی ہے، بلکہ میری نظر سے بعض ایسے لوگ گذرے ہیں کہ خلاف فطرت دینی عمرؔ اکہ زنی فسق و فجور میں برباد کر رہے تھے۔ اب اس پاک ہستی کی توجہ باطن سے ان کے نفس کا ایسا تزکیہ ہوا کہ اب نہ صرف ہدائت یاب بلکہ ہدائت دہندہ بن گئے ہیں اور اب اپنی زندگی اس مخمس کے مطابق گزار رہے ہیں:۔

آنکھ دی ہستی کو ٹھوکر سے بچانے کیلئے ۔۔۔ دل یہ بخشا بیکسوں پر رحم کھانے کے لئے

ہاتھ ان کو مے دینے دلانے کے لئے ۔۔۔ پاؤں دونو پائے اچھی راہ جانے کے لئے

سر ملا خالق کی عبادت میں جھکانے کیلئے

یہ چند سطور مخلوق خدا کے تعاون و بھلائی کے لئے ایماناً و حقیقتاً خاکسار نے تحریر کئے ہیں۔ تاکہ لوگ اس برگزیدۂ خداوند تعالیٰ جو مجدد الوقت قیوم زمان ہیں ان کی زیارت سے فیضیاب ہو کر دین و دنیا کی پاک زندگی حاصل کریں۔ آخر میں مَیں آپ کی درازئ عمر کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے سروں پر تا ابد قائم رکھے اور ہم گنہگار آپ کے فیضان صحبت سے فیضیاب ہوتے رہیں۔ اور تشنگان بادۂ معرفت آپ کے علم و عرفان کے بحرِ ذخار سے سرشار ہوتے رہیں۔ آمین ثم آمین۔

کتاب الحدیث

ذکر اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ

(از ایڈیٹر)

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کیساتھ تقرب حاصل کرنے کیلئے کیا جاتا ہے، اسکا تقرب و نزدیکی ذکر و نوافل وغیرہ سے حاصل ہوتی ہے۔

ذکر فعل دل و فعل زبان کے درمیان مشترک ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان و دل سے کیا جاتا ہے، مظاہر حق میں مولٰینا علامہ قطب الدین خانصاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دل و زبان دونوں سے جو ذکر ہوتا ہے وہ افضل ہے اور اگر ان میں سے صرف ایک سے کیا جاوے تو دل کا افضل ہے، مشائخ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ذکر دو قسم ہے قلبی و زبانی، لیکن ذکر قلبی کا اثر ذکر زبانی سے قوی و بزرگ تر ہے،

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدور السافرہ میں اسطرح بیان فرماتے ہیں۔ کہ ذکر قلبی بھی دو قسم پر ہے، ایک ذکر خفی یہ ذکر بحکم حدیث سب ذکروں سے ستر درجہ افضل ہے، وہ عظمت و جبروت و ملکوت الٰہی و تماشہائے قدرت تعالیٰ میں تفکر و تدبر کرنے کو کہتے ہیں۔

یہ فعل ذاکر کراماً کاتبین کی نہ شنید میں نہ تحریر میں آتا ہے، اسلئے وہ اس فعل ذاکر پر خبردار نہیں ہوتے۔ مروی ہے کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو حساب کیلئے جمع فرماویں گے اور حفظ (اعمال لکھنے والے) فرشتے مخلوق میں سے ہر شخص کا حساب لکھا ہوا پیش کرینگے، اللہ تعالیٰ انکو فرماویں گے کہ غور کرو اسکا کوئی عمل باقی تو نہیں رہا۔ وہ عرض کرینگے ہم نے اسکا کوئی عمل جسکا ہمکو علم ہوا ہے نہیں چھوڑا۔ پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ و عم نوالہ و عز اسمہ و جل مجدہ اپنی رحمت کاملہ سے اسکو مخاطب کرکے فرماویں گے اے میرے بندے تیری ایک نیکی میرے پاس ہے تو بھی اسکو بھول گیا۔ میں تمکو اسکا از راہ کرم بدلہ دونگا۔ وہ یہی ذکر خفی ہے۔

قسم دوم پھر دو قسم ہے، عام و خاص، عام وہ ہے کہ بندہ اپنے مولا تعالیٰ کو یاد اور اس کے اوامر و نواہی کا خیال دل میں ہر وقت رکھتا ہے، اور امتثال اوامر و اجتناب نواہی کی طرف ہمیشہ اسکا دل لگا رہتا ہے، خاص وہ ہے کہ اپنے ہر سانس کی حفاظت کرتا ہے، کہ وہ بے یاد خدا تعالیٰ نہ گذر جاوے، ہسکو اصطلاح تصوف میں پاس انفاس و مراقبہ کہتے ہیں۔ جو ہر سانس دل کے راستے سے آتا جاتا ہے، اسلئے ہر سانس کیساتھ دل اللہ اللہ کرے مگر زبان بند رہے۔ یہی ذکر مرشد طریقت سے سیکھا جاتا ہے اسکی غفلت سے کفران نعمت ہے، کسی نے کیا اچھا کہا ہے، جو دم غافل سو کافر۔

اس تمام عبارت سے جو ذکر کے اقسام معلوم ہوتے ہیں وہ تدبّر و تفکر اور اللہ اللہ کی یاد دل سے کرنے پر دال ہیں۔ اور اسکی فضیلت میں کثیر التعداد احادیث صحیحہ مذکور ہیں۔

بعض فقہا، جو ذکر زبانی کے تذکرہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس سے ان کی مراد تسبیحات وتہلیلات قرأت نماز تلاوت قرآن شریف وغیرہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔ (ماخوذ از مظاہر حق)

واضح ہو کہ حیات قلب مومن ذکر الٰہی سے ہے، اور غفلت ذکر الٰہی سے دل کی موت ہے جس طرح زندہ اپنی زندگی سے بہرہ مند ہوتا ہے، اسی طرح ذاکر اپنے عمل سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ اور غافل مردے کی طرح اپنے عمل سے کوئی بہرہ نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ ذکر کی ہر مومن کو توفیق عطا فرمائے کسی بزرگ نے کیا اچھا فرمایا ہے ؎

زندگانی نتوان گفت کہ حیاتے مراست | زندہ آنست کہ با دوست وصالے دارد

حدیث شریف مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر ربہ مثل الحی والمیت کے یہی معنی ہیں کہ ذاکر و غیر ذاکر کی مثال زندے اور مردے کی ہے۔ عالیجناب حضرت سیدنا مولینا ابو ہریرہ و عالیجناب حضرت سیدنا مولانا ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں۔ فرمایا عالیجناب سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتھم الملئکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ وذکرھم فیمن عندہ رواہ مسلم (مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل فصل اول) ایک قوم اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے نہیں بیٹھتی۔ مگر فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں۔ (جو اہل ذکر کی مجالس کے راہوں میں متلاشی ہوتے ہیں) اور ان کو وہ رحمت (جو ذاکرین الہٰی کے لئے خاص ہے) ڈھانک لیتی ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ ان ذاکرین کو ان شخصوں میں یاد فرماتے ہیں۔ جو اس کے پاس ہیں۔ یعنی ملائکہ مقربین وارواح انبیا صلوٰۃ اللہ علیہم و سلامہ ان سب انعامات سے نزول سکینہ ایک بڑی بھاری نعمت ہے، کیونکہ اس کے سبب سے ذاکر کے دل میں ایسی دلجمعی پیدا ہوجاتی ہے، جو تمام خواہشات دنیاوی اور حظوظ نفسانی ولذات ماسوی اللہ کی نفی کر دیتی ہے صرف اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہر وقت باقی رہ جاتی ہے، قرآن مجید و فرقان حمید کی آیۂ مبارکہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب بھی اسی سکینہ و اطمینان کو ثابت کرتی ہے۔ حکم ہوتا ہے خبردار اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہی قلوب مطمئن ہوتے ہیں۔ کسی بزرگ نے فرمایا ہے ؎

نہ سکھ گھوڑے پالکی نہ سکھ چھتر کی چھانوں | یا سکھ ہر کے بھگت میں یا سکھ سنتا ماہاں

یعنی یہ سکھ آرام دنیا کی کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی یاد یا اس کے بندوں یا اسکو یاد کرنیوالوں کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عرضداشت و ہدیۂ سلام

بخدمت فیضدرجت آیۂ رحمت امیرملّت عظیم البرکت زبدۃ العارفین اکمل الکاملین محبوب ختم المرسلین اعلیحضرت مرشدنا و مولانا حاجی، حافظ، مولوی پیر، قبلۂ عالم سیّد جماعت علی شاہ صاحب مد ظلہم العالی عالیجاہا! بارگاہ رب العزّت سے حضور انور کی خیر و عافیت و درازیٔ عمر و ترقی درجات معہ جمیع اہل دربار شریف شب و روز طلب کرنے کے بعد حملہ غلامان دُور افتادگان و مہجوران بارہ سالہ حال ساکنان بیکانیر بالخصوص چند غلامان بیکسان و شیفتگان آنحضور کی طرف سے یہ خاکسار حضور کی خدمت اقدس میں یہ عرضداشت و ہدیۂ سلام بادب پیش کرتا ہے، بر کریماں کارہا دشوار نیست۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

السّلام اے پاکباز و مرشد ذیشان ما
السّلام اے جان جان و قبلۂ ایمان ما

السّلام اے کردہ حل عقدہ ہائے جان ما
السّلام اے تازہ کردی دین حق ایمان ما

السّلام اے عاشق جانباز محبوب خدا
السّلام اے دافع ہر دشمنِ ایمان ما

ایکہ روشن کردہ دین نبی در این زمان
ایکہ بر تو ناز کردہ ما سلف پیران ما

ایکہ شد مقبول تو در بارگاہ مصطفےٰ
ایکہ تو شد از درِ حق قبلۂ ایمان ما

اے جماعت شاہ علی شاہِ جماعت شانِ تست
اسم تو خود با مسمّٰی اے شہ ذیشان ما

منتظر است ارض ما از دوازدہ سالہ شہا
رُو بکن للّٰہ سوئے خطّۂ ویران ما

جان و دل قربان بر تو لطف کن بر حال فیضؔ
اے شہ والا صفات و قبلۂ ایمانِ ما

عرض گذار طالب دعائے خیر، سگِ دربار آنحضور
(فیض محمد فیضؔ پنشنر حال پیشکار دفتر پرنس امر سنگھ بہادر آف چتر گڑھ)

تہنیت

ہمارے محترم چوہدری محمد یوسف صاحب پٹواری اشتمال الاضی میانوالی کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے، جسکا نام عبدالحمید رکھا ہے، ناظرین رسالہ کی خدمت میں التماس ہے کہ اس مولود مسعود کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اسکو عمر دراز عطا فرمائے۔ اور دنیا و دین میں سعادتمند ہو۔ آمین

انوارالصوفیہ:۔ ہم چوہدری صاحب موصوف کی خدمت میں نہایت خلوص سے ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

اپیل و قابل تقلید عمل

ناظرین رسالہ انوار الصوفیہ کی خدمت میں بارہا اپیل کی گئی ہے کہ رسالہ کی مالی حالت بالکل ہی کمزور ہے۔ کاغذ وغیرہ کی گرانی کی شکایت اکثر اخبار بینوں پر مخفی نہیں۔ جسکے اثر سے بڑے سرمایہ دار اخبار بھی متاثر ہیں۔ یہ رسالہ تو صرف اپنی جماعت کیلئے ہے، سوائے اپنی جماعت کے کوئی اس کا خریدار نہیں۔ اسکے ناظرین صرف مختصر تعداد کے ہیں کئی ماہ سے بالکل ناداری اسکی ظاہر کی جا رہی ہے، مگر کسی اہل دل نے اسکی مدد نہیں کی، تو اس حال میں کب تک اس کی اشاعت کی ذمہ داری ہو سکتی ہے، نیا خریدار تو ایک طرف رہا۔ جو چند پرانے خریدار ہیں وہ بھی اسکی خریداری سے یک طرف ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جماعت اس رسالہ کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھتی۔ یہ ان کے محبوب کی سرپرستی میں نکلتا ہے جسکے وہ نام لیوا ہیں۔ اگر ان سے محبت ہے تو میں اس ماہ کے گذرنے تک امتحان کرونگا کہ کون صاحب اس کے خریدار مہیا کرتا ہے، یا اس کی مدد کرتا ہے!

اس ماہ میرے مخدوم عالیجناب حضرت مولٰینا الحاج مولوی محمد خوب صاحب احمد آبادی خلیفۂ مجاز اعلیٰحضرت سرکار علی پوری نے مبلغ پانچ روپیہ سے رسالہ کی مدد فرمائی۔ اور وہ ہر سال ایسا ہی کرتے ہیں۔ اور آپ تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں ہر جمعرات کو حلقۂ ذکر ہوتا ہے، یاران طریقت نہائت خوشی سے حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر شہر کے یاروں کو روزانہ حلقۂ ذکر منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائے

حلقہ ہائے ذکر آگرہ کی اطلاع

(مرسلہ مخدومی مہدی حسن صاحب سلمہ ربہٗ)

شعبان المعظم ۱۳۵۹ھ میں تاریخہائے ۸۔۱۵۔۲۲ ستمبر ۴۰ء سہ شنبہ کو بر دولت خانہ عالیجناب حضرت مولانا الحاج عابد حسن صاحب فریدی قبلہ جلسہ ہائے ذکر و ختم شریف منعقد ہوئے۔ اور ۲۹ ستمبر ۴۰ء سہ شنبہ کو بر دولت کدہ عالیجناب حضرت مولانا حامد حسن صاحب قادری حلقہ ذکر و ختم شریف ہوا۔ چونکہ یہ ماہ سرکار ابد قرار سیدی و مولائی اعلیٰحضرت امیر ملت قبلۂ عالم مدظلہم کی تشریف آوری کے اتصال کا تھا۔ لہٰذا وہ کیفیت اور سرور رہا کہ نوک زبان سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ خصوصیت کے ساتھ آخر جلسہ جو حضرت قادری صاحب کے یہاں ہوا ہے نعت گوئی کے اعتبار سے بجید پُر کیف تھا۔

حلقہ ہائے ذکر کی اطلاع

جموں۔ سیالکوٹ۔ وزیر آباد۔ گجرات۔ راولپنڈی۔ کوہاٹ۔ بیکانیر۔ رہتک۔ کھیڑی رنگ۔ مخلہ۔ ہہتی۔ میسور۔ بنگلور وغیرہم سے اکثر ہفتہ وار دفتر میں اطلاع حلقہ موصول ہوتی رہتی ہے، خدا کا فضل شامل حال ہے کہ ہندو پنجاب کے ہر شہر و قصبہ میں اب یاران طریقت نے حلقہ کو نہایت وثوق سے اپنا فرض سمجھا ہے، اور دن بدن اس حکم کی تعمیل میں سعی بلیغ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ روز افزوں اس مبارک سلسلہ کے نام لیوؤں میں محبت و شوق عطا فرماوے اور سردار سلسلہ سیدنا و مولانا امیر الملت اعلیٰ حضرت سرکار علی پوری دامت برکاتہم کا سایہ ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

ارتحالات

(۱)

نہایت رنج سے یہ خبر درج رسالہ کیجاتی ہے کہ ہمارے مخلص یار طریقت خانصاحب محمد اسلم خانصاحب رسالدار ملٹری گراس فارم چھاؤنی رسالپور کی والدہ ماجدہ ۱۲۔ رمضان شریف کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئی ہیں۔ مرحومہ نہایت پارسا و خدا یاد پابند صوم و صلوٰۃ تھیں۔ ہمیں خانصاحب کے ساتھ اس صدمہ جانکاہ میں نہایت ہمدردی ہے مگر کیا کیا جاوے مرضی مولا از ہمہ اولا۔

ناظرین رسالہ سے التجا ہے کہ قل شریف و الحمد شریف پڑھکر مرحومہ کے لئے دعائے ایصال ثواب کریں۔ بہ کریماں کارہا دشوار نیست۔

(۲)

ہمارے محترم بزرگ عالیجناب حضرت مولانا سید محمود شاہ صاحب ہزاروی خطیب مسجد سگنل کوہاٹ کے برادر مکرم حضرت مولانا مولوی سید عبد القاضی صاحب سجادہ نشین حویلیاں ضلع ہزارہ کی اہلیہ محترمہ (جو نہایت خدا یاد و پارسا اور تہجد گذار پابند صوم و صلوٰۃ تھیں) چند روز مبتلائے بخار ہو کر اس دار فانی سے رحلت فرما گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ناظرین مرحومہ کیلئے قل شریف والحمد شریف پڑھکر دعائے ایصال ثواب کریں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت فردوس اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمادے۔ آمین

نعت شریف

(از ہمشیرہ ام کلثوم اختر)

مدینہ کے بن کا نظارہ کروں گی — وہاں عمر اپنی گذارہ کروں گی

رسائی اگر ہو مدینہ میں میری ! — تو پلکوں سے روضے کو جھاڑا کروں گی

اگر خواب میں دیکھ لوں روئے حضرت — تو تلنے سے زلفیں سنوارا کروں گی

محمدؐ کے در پر پہنکر کے کفنی — محمدؐ محمدؐ پکارا کروں گی

رہوں گی غلامی میں اُن کی سدا میں
بلندی پہ اختر ستارہ کروں گی

اخبار

مصدر حسنات و خیرات معدن کرامات و فیوضات سید السادات، مجدد مائہ حاضرہ قیوم العالم غوث الاعظم، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امیر الملت، سیدنا و مرشدنا قبلۂ عالم محدث علی پوری دامت برکاتہم رمضان مبارک میں آستانۂ عالیہ علی پور شریف میں رونق افروز رہے ہے۔ اور ۲۷ ماہ رمضان کی شب مبارک مخدومی مکرمی جناب صاحبزادہ حافظ سید اختر حسین صاحب نے ختم قرآن شریف کیا۔ بعد از نماز تراویح نعت خوانی ہوئی۔ ختم شریف پڑھا گیا۔ قریب ۲ بجے شب کے تمام سالکین کو حضرت قبلۂ عالم روحی فداہ کے حکم سے کھجور اور پھل دئے گئے۔ بعد میں شیر مال اور چائے پلائی گئی۔ تمام رات نور عرفان کی بارش ہوتی رہی۔ اور سحری کے وقت حاضرین کو مکلف پلاؤ زردہ کھلایا گیا۔

جمعۃ الوداع کے دن بھی ہزارہا اہل اسلام اپنے دل و دیدہ کو نور ایمان سے منور کرنے اور خدا کے محبوب کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لئے (جن کی ایک رکعت ہماری صد ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ بہتر ہے) حاضر ہوئے۔

انہی ایام میں جناب استاد العلماء و الفضلا مولانا سید ابو البرکات صاحب علی پوری تشریف لائے اور حضور قبلۂ عالم سے سالانہ اجلاس حزب الاحناف کی صدارت فرمانے کیلئے التجا کی جو حضور نے قبول فرمائی۔ ۸ نومبر کو حضور لاہور تشریف فرما ہوئے۔ اور جلسہ حزب الاحناف کی صدارت فرمائی۔ ۱۰ نومبر بروز اتوار قبل از دوپہر جلسہ کی عجب کیفیت تھی۔ ایک نورانی بارش تھی جو آسمان سے برس رہی تھی۔ جبکہ سرکار علی پوری قبلۂ عالم اللہ تعالیٰ

انکے عمر اور اقبال میں دن دونی رات چوگنی ترقی فرمائے۔ اور انکا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ فارغ التحصیل طلبا کو اپنے مقدس ہاتھوں سے دستار بندی فرما رہے تھے۔ اور پھر حضور نے رسم جھنڈا الہڑنے کی ادا فرمائی۔ لاہور سے سرکار علی پوری مدظلہ العالی دو یوم کے لئے امرتسر تشریف لے گئے۔ اور جلسہ سالانہ عرس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت فرمائی۔ بعد ازاں کھیم کرن تشریف لے گئے اور وہاں سے گجرات تشریف لے جائیں گے۔ کیونکہ گجرات انجمن خدام الصوفیہ کا سالانہ جلسہ عالی جناب حضرت مولانا الحاج حافظ سیّد ولایت شاہ صاحب منعقد کرنیوالے ہیں۔ جسکی صدارت بھی حضور نے قبول فرمالی ہے۔ حضرت مولینا ولایت شاہ صاحب خداوند کریم ان کی عمر میں برکت کرے اور ان کو صحت کامل عطا فرمائے دین حقہ کی تبلیغ میں تمام سال سعی فرماتے رہتے ہیں۔

حضرات صاحبزادگان ذی الاحترام بخیر و عافیت ہیں۔ اور آستانہ عالیہ میں ہر طرح سے خیریت ہے۔ عالیجناب فضیلت مآب اوستاد العلماء والفضلا مولانا الحاج حضرت صاحبزادہ محمّد حسین صاحب مدظلہ العالی برائے شمولیت سالانہ عرس حضرت مولانا مولوی محمّد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۲ شوال کو تشریف لے گئے اور وہاں سے حضور رہتک کے علاقہ کو تشریف لے جائیں گے۔ کیونکہ یاران رہتک حضور کو ہمراہ لے جانے کے لئے کرنال حاضر تھے۔